ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جنوری ۱۹۹۳ء

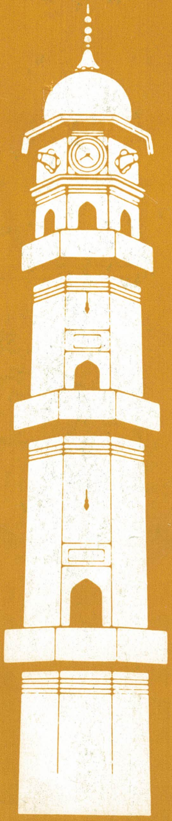

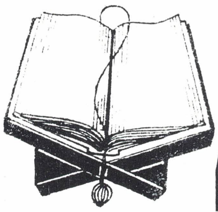

القرآن الحکیم

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(الحشر : آیت ۱۹)

ترجمہ :۔ ”اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور چاہیئے کہ ہر جان اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے۔ اور تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔“

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ۔ وَ إِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا۔ وَ إِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَ إِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا۔

(بخاری کتاب الادب)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف اور جو آدمی جھوٹ بولے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔

سچی توبہ سے اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے (فرمان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

اخبار احمدیہ

رجب ۱۴۱۳ھ ، صلح ۱۳۷۲ ھش ، جنوری ۱۹۹۳ء

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۱

مجلس ادارت

صدر مجلس	عبد اللہ واگس ہاوزر امیر جماعت احمدیہ جرمنی
نگران	عبد الباسط طارق
ایڈیٹر	شمس الحق
نائب ایڈیٹر	محمد مسیح الدین شاہد
خطاطی	سعید اللہ خان
	نصر اللہ ناصر
پبلشر	فلاح الدین خان
مینیجر	محمد ارشد
نائب مینیجر	مظفر احمد چٹھہ

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ

یورپ — ۲۴ مارک امریکہ و کینیڈا — ۲۰ ڈالر

آسٹریلیا، جاپان — ۲۵ ڈالر انڈیا، پاکستان — ۴۰۰ روپے

فہرست مضامین

اداریہ ۲

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۳

خلفائے سلسلہ کے زریں ارشادات ۴

خطبہ جمعہ ۷

تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات ۱۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی ۱۹

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے اہل خانہ سے حُسن سلوک ۲۳

مقالہ خصوصی ۲۸

تربیت اولاد ۳۰

بچوں کا صفحہ ۳۵

قارئین اخبار احمدیہ کو نیا سال مبارک ہو

دفتر رابطہ Hanauerland Str. 50, 6000 Frankfurt/M.1, Germany

قیمت : ایک مارک

اداریہ

وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو

سال نو کے آغاز کے ساتھ اخبار احمدیہ کا نیا شمارہ قارئین کی خدمت میں نیک تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ پیش ہے۔ خدا کرے یہ سال بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے سال گزشتہ کی طرح یہ پیغام لے کر آئے۔ ؎

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں　　کھلے ہیں پھول میرے بوستاں میں

وقت بھی ایک انمول خزانہ ہے اور اس کی دل وجان سے قدر کرنا ہر انسانی فرض ہے۔ یہ ایک طبعی امر ہے کہ انسان اپنی قیمتی متاع کی سب سے زیادہ حفاظت کرتا ہے۔ مغربی اقوام نے وقت کی قدروں کی حفاظت کی اور کہاں سے کہاں پہنچ گئیں لیکن افسوس ہے مشرق میں سوائے جاپان اور ایک آدھ ملک کے کسی نے وقت کا حق ادا نہیں کیا جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے سیالکوٹ میں دنیا کی عمر کے بارہ میں الہاماً اطلاع دی کہ سورۃ العصر کے اعداد پہ غور کریں۔ چنانچہ آپؑ نے تحریر فرمایا کہ اس سورۃ کے اعداد کے اعتبار سے اس دنیا کے ہر دور کی عمر ہزار سال ہے اور اس کے بعد پھر ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ خبر بھی دی کہ اَنتَ الشَّیخُ المَسِیحُ الَّذِی لَا یُضَاعُ وَقتُہٗ کہ آپ وہ بزرگ مسیح ہیں جن کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ اس الہام کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت وہ عظیم روحانی خزائن ہیں جو سلطان القلم کی قلم معجز رقم سے منصۂ شہود پر آئے۔ ہم بھی اسی محبوب مسیح کی جماعت ہیں آئیے اس حیاتِ مستعار کی قدر کریں اور کمر ہمت کس کے دین متین کی آبیاری کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کوئی ایسی خدمت کریں جو ہمارے محبوب حقیقی کی نگاہ میں مقبول ہو۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ امریکہ کی ایک عدالت کا جج جب اپنی عدالت کی دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھتا تو عین اس وقت آٹھ بجا کرتے تھے اور لوگ اس کے قدم گن کے اپنی گھڑیاں درست کر لیا کرتے تھے۔ سچ ہے وقت کی پابندی ایک بہت بڑا جوہر ہے لیکن اس کے لئے انسان کو اپنی ساری زندگی کے پہیئے پر بڑی محنت اور بصیرت سے توجہ دینی پڑتی ہے۔

قرآن کریم نے وقت کی قدر دانی میں سب سے حسین مثال ہمارے سیّد و مولا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہے۔ سورۃ القدر میں خاص تقدیروں کے جلووں والی شب کو ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ دراصل یہ ہمارے محبوبؐ کے شب و روز تھے۔ جو اس قدر بھر پور وقت کی قدروں کا بجلی کے کوندے سے بڑھ کر استقبال کرنے والے تھے کہ جو کام ایک عام انسان شاید ہزار ماہ کی طویل زندگی میں بھی سر انجام نہ دے سکے وہ کام شاہ لولاک برق رفتاری سے چند ساعتوں میں سر انجام دیتے تھے۔ پھر آپؐ کو صحابہ بھی ایسے ملے جو اپنے محبوب کے اشاروں پر اپنی جان، مال، وقت اور عزتیں نچھاور کرتے یہی وجہ ہے کہ اسلام نہایت قلیل مدّت میں سارے عرب میں متعارف ہوا اور محبتوں کے چراغ جلتے رہے اور سارا عرب بقعہ نور بن گیا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آج نعمت خلافت سے نوازا ہے۔ ذرا ایک نظر اپنے پیارے خلیفہ کے ٹائم ٹیبل پر تو ڈالئے پھر آپ کو اندازہ ہوگا کہ وقت کی قدر و منزلت کا مفہوم کیا ہے۔ ہمارے پیارے امام ہمیں بار بار تبلیغ کی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔ آئیے ہم نئے سال کے آغاز کے ساتھ ہی یہ عہد کریں کہ ہم اپنے آقا کی خدمت میں کم از کم ایک نئی بیعت کا تحفہ نذر کریں گے حضور کا درج پیغام ہمیں دعوت فکر دینے کے لئے کافی ہے۔

”ہر احمدی جس تک میری یہ آواز پہنچتی ہے وہ خود اپنا نگران بن جائے اور خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرے کہ میں نے سال کے اندر اندر ایک احمدی ضرور بنانا ہے۔ اور دعا کرے تو یہ کچھ مشکل امر نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کوئی چیز آپ کو دینا چاہتی ہو تو ہاتھ بڑھا کر اس کو نہ لینا سخت ناشکری ہے۔“

پس آئیے آگے بڑھیں۔ آج اسلام کو ہمارے وقت کی اشد ضرورت ہے۔ ہمتِ مرداں مدد خدا۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا　　بہار و رونق اندر روضہ ملّت شود پیدا

اور یاد رکھیئے۔

مشکل نیست کہ آسان نشود　　مرد باید کہ ہراساں نشود

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تکبّر سے بچو! جس قدر دُنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے خدا سے کرو

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو۔ کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبّر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہُنرمند ہے وہ متکبّر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اُس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص وہ اپنے کسی مال یا جاہ وحشمت کا تصوّر کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبّر ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا کہ یہ جاہ وحشمت خُدا نے ہی اس کو دی تھی۔ اور وہ اندھا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردشِ نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السّافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اُس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحتِ بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حُسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبّر ہے۔ اور وہ اُس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اُس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اُس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدّتِ دراز تک اُس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں۔ اور نہ باطل ہوں۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دُعا مانگنے میں سُست ہے وہ بھی متکبّر ہے۔ کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اُس نے شناخت نہیں کیا۔ اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتا ہے۔ سو تم اے عزیزو! اِن تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ۔ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے غلط لفظ کی تکبّر کے ساتھ تصیح کرتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے حصّہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے حصّہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اُس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے حصّہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دُعا کرنے والے کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے ماُمور اور مُرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے ماُمور اور مُرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اُس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصّہ تکبّر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پا جاؤ۔ خدا کی طرف جُھکو اور جس قدر دُنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو۔ اور جس قدر دُنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شرّ تا تم پر رحم ہو۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۴، ۲۵)

(فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو

خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہم اور زرّیں ارشادات

صفاتِ الٰہی پر ایمان لانے سے بدیاں دُور ہو جاتی ہیں

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”صفات الٰہی پر ایمان لانے کی کوشش کرو۔ انسان اگر خدا کے علیم خبیر اور احکم الحاکمین ہونے پر ہی ایمان لا دے اور یقین جانے کہ میں اس کی نظر سے کسی وقت اور کسی جگہ بھی غائب نہیں ہو سکتا تو پھر بدی کہاں اور کیسے ممکن ہے کہ سرزد ہو۔ غفلت کو چھوڑ دو۔ کیونکہ غفلت گناہوں کی جڑ ہے۔ ورنہ اگر غفلت اور خدا کے صفات سے بے علمی اور بے ایمانی نہیں تو کیا وجہ ہے کہ خدا کو قادر مقتدر اور احکم الحاکمین علیم وخبیر اور اخذ شدید والا مان کر اور یقین کر کے بھی اس سے گناہ سرزد ہوتے ہیں حالانکہ اپنے معمولی دوستوں، آشناؤں، حاکموں اور شرفاء کے سامنے جن کا نہ علم ایسا اور نہ ان کی طاقت اور حکومت خدا کے برابر۔ ان کے سامنے بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے رکتا ہے اور خدا سے لاپرواہ ہے اور ان کے سامنے گناہ کیے جاتا ہے اس کی اصل وجہ صرف ایمان کی کمی اور صفات الٰہی سے غفلت اور لاعلمی ہے۔ پس یقین جانو کہ اللہ اور اس کے اسماء اور صفات پر ایمان لانے سے بہت بدیاں دور ہو جاتی ہیں۔ پھر انسان کی فطرت میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ انسان اپنی ہتک اور بے عزّتی سے ڈرتا ہے اور جن باتوں میں اسے اپنی بے عزّتی کا اندیشہ ہوتا ہے ان سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ پس غور کرنا چاہیئے کہ دنیا میں اس کا دائرہ بہت تنگ ہے زیادہ سے زیادہ اپنے گھر میں یا محلے میں یا گاؤں یا شہر میں یا اگر بہت ہی مشہور اور بڑا آدمی ہے تو ملک میں بدنام ہو سکتا ہے مگر قیامت کے دن جہاں اوّلین و آخرین خدا کے کل انبیاء، اولیاء، صحابہ اور تابعین اور کل صالح اور متقی..... بزرگ باپ دادا اور پردادا وغیرہ اور ماں بہن، بیوی بچّے غرض کل اقرباء اور پھر خود ہمارے سرکار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوں۔ تو ذرا اس نظارے کو ہمیشہ آنکھ کے سامنے رکھو اور پھر دیکھو تو سہی کیا گناہ ہونا ممکن ہے۔ جب انسان ذرا سی بے عزّتی اور معدودے چند آدمیوں میں ہتک کے باعث ہونے والے کاموں سے پرہیز کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں میری ہتک نہ ہو جاوے تو پھر جس کو اس نظارے کا ایمان اور یقین ہو جس کا نام یوم الآخرۃ ہے تو بھلا اس سے بدی کہاں سرزد ہو سکتی ہے۔ پس یوم الآخرۃ پر ایمان لانا بھی بدیوں سے بچاتا ہے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء)

کامیابی کا گُر تقویٰ ہے

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”ایک بزرگ نے تقویٰ کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ ایک شخص نے کھُلے کھُلے کپڑے پہنے ہوئے ہوں جو اِدھر اُدھر لٹکے جا رہے ہوں اور اس نے ایک ایسے تنگ راستہ سے گزرنا ہو جس سے صرف ایک ہی شخص گزر سکتا ہے اور اس راستہ کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں جن کے کانٹے قدم قدم پر اس کے کپڑوں کو کھینچتے ہوں۔ ایسی جگہ سے جس طرح یہ شخص اپنے تمام کپڑے سمیٹ کر صحیح و سلامت گزر جاتا ہے اور اپنے کپڑوں کو پھٹنے نہیں دیتا۔ اسی طرح وہ شخص جو اپنی زندگی میں دُنیا کی تمام آلائشوں اور تمام گندوں اور تمام ناپاکیوں سے گزر جائے اور اپنے کپڑوں کو ناپاک نہ ہونے دے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔ پس کہنے کو تو یہ فقرہ آسان ہے مگر درحقیقت نہایت مشکل ہے۔ اور اس راستہ پر چلنا ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ کیونکہ اس کے حصول کے لئے انسان کو بہت سی کوششوں اور ریاضتوں کے کرنے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن جو شخص ہمت کرتا ہے وہ ضرور کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔ اور صرف یہی ایک طریق ہے جس سے انسان دُنیا میں اپنے کاموں اور ارادوں میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ اے مومنو! متقی بن جاؤ۔ اس بزرگ نے تقویٰ کے معنی بہت درست کئے ہیں۔ تقویٰ کے معنی بچاؤ کرنے کے ہیں۔ انسان کا نفس جسم ہے۔ پاکیزگی اور طہارت اس کا لباس ہے اور دنیاوی پلیدیاں اور گندگیاں کانٹے ہیں جو ہر وقت پاکیزگی اور طہارت کے لباس کو پھاڑنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ انسان کا یہ کام ہے کہ اپنی

ساری زندگی اس راستہ سے صحیح وسلامت گزرنے کی کوشش کرے اور اس کو ایک تنگ راستہ سمجھے۔ (از خطبہ فرمودہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۵ء)

ہماری زندگی کا ہر لمحہ ذکر الٰہی سے معمور ہونا چاہیئے

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

"میں احباب جماعت کو بتا یہ رہا ہوں کہ ہماری زندگی کے ہر لمحہ میں ہر جہت سے خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ اس لئے ہماری زندگی کا کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو خدا تعالیٰ کی یاد سے خالی ہو یا ذکر الٰہی سے معمور نہ ہو۔ کوئی ناسمجھ اپنی جہالت میں جو مرضی کہہ دے لیکن حقیقت یہی ہے کہ اسلام نے ہمیں بتا دیا ہے اور قرآن کریم نے کھول کر ہم پر واضح کر دیا ہے اس لئے کوئی عقلمند انسان اس علم کے باوجود یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ انسان کے لئے ایک لمحہ بھی خدا کے ذکر سے خالی رہنے کا کوئی جواز ہے۔ قطعاً کوئی جواز نہیں بلکہ انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی یاد میں گزرنے کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کی نعماء کا بدلہ اور شکر ادا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ اپنی محدود طاقتوں کے ساتھ غیر محدود نعمتوں کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے کہا جتنی تمہیں طاقت دی ہے اس سے زیادہ تم پر بوجھ نہیں ڈالوں گا لیکن اس نے یہ ضرور کہا کہ جتنی طاقت دی ہے اتنا بوجھ برداشت کر لینا تاکہ میری رضا کی جنتوں میں داخل ہو سکو۔ پس ہم پر دو ذمہ داریاں ہیں۔ ہم سے مراد افراد جماعت احمدیہ ہیں جن کو میں نصیحت کرنے کا حق رکھتا ہوں اور مجاز ہوں۔ ایک ذمہ داری یہ ہے کہ ہماری زندگی کا کوئی لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زندگی کا ہر لمحہ معمور رکھنے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے دل میں یہ شدید تڑپ ہونی چاہیئے کہ انسانیت جو اسلام سے دور پڑی ہوئی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے خدا تعالیٰ کی ہدایت وہی پائے گا جو اس کی طرف جھکے گا۔ اس لئے یہ دُعا ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا کرے وہ بھی انابت الی اللہ کی توفیق پائیں اور اس کے بدلے میں خدا تعالیٰ ان کی ہدایت کے سامان پیدا کرے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت پر عظیم احسان کئے ہیں۔ آپؐ نے انسان کو خدا سے ملا دیا۔ خدا تعالیٰ کرے بنی نوع انسان آپؐ کے ان احسانوں کو سمجھیں اور آپؐ کو درود بھیجنے لگیں اور لوگ اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ معمور رکھیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ مارچ ۱۹۷۸ء)

دُعا کریں کہ آنیوالا سال پہلے سال سے بہت بہتر ثابت ہو

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"جماعت احمدیہ کے لئے یہ تبدیلیاں اس قسم کی ہواؤں کا حکم رکھتی ہیں جو خاص سمتوں میں چلائی جا رہی ہیں۔ اگر آپ دوڑنے کی نیّت رکھتے ہیں تو دوڑنے کے لئے کمر کسیں اور تیار ہو جائیں کیونکہ اب یہ وقت چلنے کا وقت نہیں رہا بلکہ تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے آگے بڑھنے کا وقت ہے اور اپنی سابقہ سُستیوں کا ازالہ کرنے کا وقت ہے۔ جو کچھ ہم سے غفلتیں ہوئیں ان پر استغفار کا وقت ہے اور خدا کی طرف سے چلنے والی ان ہواؤں سے پورے استفادہ کا وقت ہے۔ بادبانی کشتیاں جس طرح ہواؤں کے رخ پر بڑھا کرتی ہیں، اسی طرح آپ کی رفتار بھی اسی تیزی سے بڑھنی چاہیئے۔ جس طرح بغیر ہوا کے بادبانی کشتیاں چپو سے چل رہی ہوں اور اچانک ایک پاکیزہ ہوا، عمدہ ہوا جس میں خطرات نہ ہوں بلکہ مبشرات ہوائیں ہوں۔ ایسی ہوا چلنی لگ پڑے اور بادبانی کشتیاں تیزی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف آگے بڑھنے لگیں...۔ اس کے بعد میں اسی خطبے میں آئندہ سال کی جماعت احمدیہ کو مبارکباد بھی دیتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی کی رفتاروں کے پیمانے بدل چکے ہیں۔ اب یہ بات نہیں رہی کہ پچھلے سال سے اتنے فیصد زیادہ پیمانے تبدیل کئے گئے ہیں۔ اس لئے آپ دُعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ ہماری بلاؤں کو ٹال دے اور بلاؤں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو اجر کے وعدے ہیں ان کو ہماری توقعات سے بھی بہت زیادہ پورا کرے۔ جو ہم میں سے دُکھی ہیں ان کے دُکھ دور فرمائے۔ جن کے سروں پر خطرات منڈلا رہے ہیں ان خطرات کو دُور کر دے۔ ہمارے نقصانوں کو اپنے فضل سے پورا کرے اور ہمارے نفعوں کو بڑھا دے اور ہر پہلو سے جماعت کے لئے دنیا میں بھی اور آخرت کے لحاظ سے بھی یہ آنے والا سال پہلے سال سے بہت بہتر ثابت ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۹ء)

ڈرتے رہو عقوبتِ ربّ العباد سے

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دُور جاتے ہیں
بے احتیاط ان کی زباں وار کرتی ہے
اک دَم میں اُس علیم کو بےزار کرتی ہے
اِک بات کہہ کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج وہ ہر وقت بوتے ہیں
سب عضو سُست ہوگئے غفلت سی چھا گئی
قوّت تمام نوکِ زباں پر ہی آ گئی
تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقابِ خدائے جہان سے
شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بدنما
شاید تمہارے فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائشِ ربِّ غفور ہو
پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
خود سر پہ اپنے لیا خشمِ خدائے پاک
بدبخت تر تمام جہاں سے وہی ہُوا
جو ایک بات کہہ کے ہی دوزخ میں جا گرا

خطبہ جمعہ

۱۹۷۴ء میں ایک سازش کے تحت پاکستان کی

بد نصیب اسمبلی نے جمہوریت کی تاریخ کا ایک بد ترین فیصلہ کیا

اس فیصلہ نے پاکستانی سیاست کی جڑیں اکھیڑ دیں اور ملکی سیاست کو ہمیشہ کیلئے مُلّاں کا غلام بنا دیا

ویسی ہی گھناؤنی سازشیں ان دنوں بنگلہ دیش میں چل رہی ہیں اس ڈرامہ کے بھی وہی کردار ہیں جو پہلے ڈرامہ کے تھے

میں بنگلہ دیش کے رہنے والوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ دیکھو اور عبرت پکڑو کہ پہلوں کے ساتھ خدائی تقدیر نے کیا سلوک کیا

موجودہ عبرت انگیز حالات کا ایک ہی علاج ہے کہ توبہ کرو، غلط فیصلوں کو کالعدم قرار دو، آئندہ عذاب سہیڑنے والے اقدامات سے بچو

فرمودہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام مسجد فضل لندن بتاریخ ۶ ر نومبر ۱۹۹۲ء مطابق ۶ ر نبوت ۱۳۷۱ ہش

مرتبہ :۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید، لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰـكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۃ الحجرات: آیت ۱۵)

بعدہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

پاکستان کے خونی ڈرامے کا بنگلہ دیش میں اعادہ

۱۹۷۴ء میں پاکستان میں جو خونی ڈرامہ کھیلا گیا اور ایک بہت ہی گھناؤنی سازش کے نتیجہ میں بالآخر پاکستان کی بد نصیب اسمبلی نے ایک ایسا فیصلہ کیا جو جمہوریت کی تاریخ کا بدترین فیصلہ ہے اور جس نے ہمیشہ کے لئے پاکستان سے پاکستانی سیاست کی جڑیں اکھیڑ دیں اور سیاست کو ہمیشہ کے لئے مُلّاں کا غلام بنا دیا ویسی ہی سازشیں ان دنوں بنگلہ دیش میں چل رہی ہیں۔ اس ڈرامے کے بھی وہی کردار ہیں، اس ڈرامے کی منصوبہ بندی کرنے والے بھی وہی لوگ ہیں اور اُسی قسم کے ہتھیار دوبارہ استعمال کئے جا رہے ہیں۔ بالکل صاف وہی ہاتھ دکھائی دیتے ہیں۔ وہی طرزِ فکر ہے۔ وہی سازشیں ہیں اور ویسی ہی ظالمانہ کارروائیاں آجکل بنگلہ دیش میں جاری ہیں۔ ان کا آغاز دراصل چند سال پہلے ہوا تھا جب جنرل ارشاد برسر اقتدار تھے۔ ان دنوں میں ہمیں اس بات کی مصدّقہ اطلاعات ملیں کہ کویت میں رابطہ عالم اسلامی کا اڈہ ہے اور وہاں مختلف ممالک سے ان کے وزرائے مذہبی امور کو دعوت دے کر بعض خفیہ معاملات پر غور کرنے کے لئے بلایا گیا ہے۔ انہی معاملات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ بنگلہ دیش میں بھی احمدیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دینے کی کوششیں کی جائیں۔ ہمیں جب اس کی اطلاعیں ملیں تو میں نے جماعت بنگلہ دیش کو متنبہ کیا کہ ابھی سے تیاری کریں، یہ گہری سازش ہے اور یہاں ختم ہونے والی نہیں کیونکہ اس کے پیچھے سعودی عرب کے تیل کی دولت کارفرما ہے، دولت انسانوں کی عقلوں پر پردے ڈال دیتی ہے، دولت کی حرص انسان کو اندھا کر دیتی ہے، بنگلہ دیش ایک غریب ملک ہے اور خطرہ ہے کہ وہاں کے صدر اس حرص میں آکر ویسی ہی کارروائیاں شروع نہ کر دیں جیسی پاکستان میں کی گئی تھیں۔ معاملہ کچھ آگے بڑھا کہ وہ صدر اپنے منصب سے ہٹا دیئے گئے اور دوسری حکومت برسر اقتدار آئی۔ بنگلہ دیش کی موجودہ حکومت میں بھی وہی کارروائیاں از سر نو شروع کی گئی ہیں لیکن اس دفعہ مرکز کویت نہیں بلکہ قرائن بتاتے ہیں کہ ایوانِ صدر پاکستان میں یہ سازشیں منتقل ہوئی ہیں اور وہاں کے وزیر مذہبی امور اس میں پوری طرح ملوث ہیں۔ چنانچہ وزیر اعظم بنگلہ دیش نے پاکستان کا جو گذشتہ دورہ کیا، اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کچھ فیصلے لئے گئے ہیں جن کے نتیجہ میں باقاعدہ اسی طرز، اسی نہج پر ایک مہم چلائی گئی۔ اس مہم کا آغاز چند

روز پہلے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے مرکز پر (جس کو ہم ہیڈ کوارٹر کہتے ہیں اور جو ۴/بخشی بازار ڈھاکہ میں ہے) علماء کے ایک گروہ نے اپنے چیلے چانٹوں کے ساتھ اچانک حملہ کیا اور اس وقت وہاں جتنے احمدی موجود تھے ان کو بُری طرح زدوکوب کیا۔ ان میں سے بعض کی حالت کافی دیر تک خطرے میں رہی بلکہ جان کنی کی حالت میں رہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب بڑے حوصلے میں رہے اور خدا نے فضل فرمایا کہ کوئی جان ضائع نہیں گئی۔ ایسی جانیں ضائع تو نہیں جایا کرتیں جان دینے والے ہمیشہ کی زندگی پا جاتے ہیں مگر اُردو محاورے کے مطابق میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کوئی جان ضائع نہیں گئی اور خدا کے فضل سے ان سب کو نیکیاں کمانے کے لئے زندگی کا ایک اور دور عطا کر دیا گیا ہے۔

احمدیّہ ہیڈ کوارٹر ڈھاکہ پر وحشیانہ حملہ

اس وحشیانہ حملے میں تمام عمارت کو جو عمارتوں کا ایک مجموعہ ہے آگ لگا دی گئی۔ فرنیچر وغیرہ اور ساری قیمتی چیزوں کی ڈھیریاں اکٹھی کر کے اُن کو آگیں لگائی گئیں اور قرآن کریم کی بے حد بے حرمتی کی گئی۔ وہاں کے اخباروں میں ایسی تصاویر شائع ہوئی ہیں کہ قرآن کے ہر قسم کے تراجم یا بغیر ترجموں کے قرآن باہر خاک میں پھینکے ہوئے اور آدھے جلے ہوئے یا پورے جلے ہوئے پڑے ہیں اور اُن کے عنوانات سے یا جو تحریریں کچھ پڑھی جاتی ہیں اُن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ قرآن کریم ہیں۔ یہ وحشیانہ حرکت جیسی پاکستان میں کی گئی تھی ویسی ہی لیکن ایک فرق کے ساتھ بنگلہ دیش میں کی گئی۔ پاکستان میں جو ڈرامہ کھیلا گیا اس کا آغاز ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر ہونے والے واقعہ سے ہوا جو ایک گہری سازش کے مطابق اس رنگ میں ترتیب دیا گیا کہ اُن کو امید تھی کہ ایسی بیہودہ حرکتوں کے نتیجہ میں ربوہ کے نوجوان مشتعل ہوں گے اور وہ ضرور جوابی کارروائی کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے نتیجہ میں مُلّاں کو اور حکومت کو ایک بہانہ ہاتھ آگیا۔ فوری طور پر پاکستان کے تمام ذرائع مواصلات میں ریڈیو، ٹیلیویژن اور اخبارات کے ذریعہ جھوٹی خبریں سارے ملک میں مشتہر کی گئیں جو انتہائی اشتعال انگیز تھیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ اہلِ ربوہ نے معصوم نوجوان مسلمانوں کی آنکھیں نکال دیں۔ ان کے جگر چبا گئے۔ وغیرہ وغیرہ عجیب و غریب قسم کی بیہودہ اشتعال انگیز باتیں سارے ملک میں مشہور ہوئیں بلکہ مجھے یاد ہے کہ ہزارہ میں تو ایک مولوی بالٹی میں بکروں کی آنکھیں لئے پھرتا تھا اور قسمیں کھا کھا کر بتا رہا تھا کہ یہ وہ آنکھیں ہیں جو مسلمان معصوموں کی آنکھیں ہیں جو اہل ربوہ نے نکالی تھیں۔ یعنی آنکھوں کی بھری ہوئی بالٹی وہاں پہنچ گئی تھی۔ اس قسم کی جاہلانہ حرکتوں میں حکومت پوری طرح ملوث تھی اور تمام ذرائع ابلاغ اس جھوٹ کی تشہیر کر رہے تھے اور عوام الناس کو یقین دلایا جا رہا تھا کہ ربوہ میں مسلمان طلباء پر بہت ہی بڑا ظالمانہ حملہ کیا گیا ہے اور بڑی شدید قسم کی ظالمانہ کارروائی کے نتیجہ میں بہت سی جانیں خطرے میں ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کا جو لازمی اثر پڑنا تھا وہ یہ تھا کہ سارے ملک میں فسادات کی آگ پھیل گئی اور کثرت کے ساتھ یعنی ہزاروں کی تعداد میں احمدی دکانیں جلائی گئیں، مکانات جلائے گئے بہت سے احمدی شہید ہوئے۔ بہت ہی ظالمانہ طریق پر اس انتقامی کارروائی کو آگے بڑھایا گیا جس کو حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ ہمارے پاس ایسی تصاویر موجود ہیں کہ حملہ ہو رہا ہے، احمدیوں کو شہید کیا جا رہا ہے، ان کے گھروں کو آگ لگائی جا رہی ہے اور پولیس ساتھ کھڑی ہے۔ مجسٹریٹ ساتھ کھڑے ہیں اور ان کی نگرانی میں یہ کارروائی ہو رہی ہے۔ غالباً ان کا یہ خیال تھا کہ ڈھاکہ میں کئے جانے والے اس حملے کے نتیجہ میں جگہ جگہ اشتعال پیدا ہوگا اور احمدی جوابی کارروائی کریں گے لیکن اس واقعہ سے پہلے ہی اُن کو میں بار بار نصیحت کر چکا تھا کہ آپ نے صبر سے کام لینا ہے اور ان کے ہاتھوں میں نہیں کھیلنا۔ چنانچہ ڈھاکہ میں جو واقعہ ہوا اس میں مقامی احمدیوں نے کوئی جوابی کارروائی نہیں کی اور خالصتہً یکطرفہ ظلم کا نشانہ بنائے گئے اور بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ انہوں نے تکلیفیں اٹھائیں۔ بنگلہ دیش میں کی جانے والی سازش ویسی ہی تھی جیسی سازش پہلے پاکستان میں کی گئی تھی۔ بنگلہ دیش میں سازش اس طرح بے نقاب ہوتی ہے کہ یکطرفہ ظالمانہ کارروائی کے باوجود جبکہ مقابل پر احمدیوں کی طرف سے کسی قسم کی بھی کوئی اشتعال انگیز کارروائی نہیں ہوئی۔ اچانک سارے ملک میں جہاں جہاں احمدی جماعتیں ہیں اُن کے اوپر علماء چڑھ دوڑے اور حکومت کو برسرِ عام دھمکی دی کہ اب ہم ان کا قتل عام کریں گے ورنہ تم ہمارا مطالبہ تسلیم کرو اور ان کو غیر مسلم اقلیّت قرار دے دو۔

پاکستان اور بنگلہ دیش کی سیاست میں فرق

بنگلہ دیش اور پاکستان میں ایک فرق ہے کہ وہاں کی سیاست نسبتاً زیادہ باہوش ہے اور وہاں کے دانشور بھی نسبتاً زیادہ عقل رکھتے ہیں۔ چنانچہ سوائے مُلّاؤں کے ایک آدھ اخبار کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمّت کی۔ بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے بھی اس کی بڑی سخت مذمّت کی۔ مُلّاؤں وغیرہ کا خیال تھا کہ اس حملہ کے نتیجہ میں ایک ہوا چل پڑے گی وہ نہیں چل سکی۔ اور حکومت اگر اس میں ملوث ہے جیسا کہ بظاہر دکھائی دیتا ہے کہ ملوث ہے تو حکومت کو بھی ایسا موقعہ ہاتھ نہیں آیا کہ وہ اشتعال انگیزی کی تحریک میں شامل ہو جائے۔ لیکن ایک حرکت حکومت نے یہ کی کہ اس واقعہ کے معاً بعد پاکستان کے بدترین علماء جو شر پسندی میں شہرت رکھتے ہیں اور غلیظ و گندی زبان بولنے میں ان کا آج دنیا میں شاید کوئی ثانی نہ ہو اُن کو وہاں بلوایا گیا اور مکّہ معظّمہ سے بھی علماء کو بلایا گیا۔ آخر یہ اچانک تو اکٹھے نہیں ہوئے۔ ایک طرف ظلم کی کارروائی ہو رہی ہو اور دوسری طرف اس کی تائید میں باہر سے مزید علماء کو دعوت دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ حکومت لازماً اس میں ملوث ہے ورنہ دنیا کی کوئی شریف حکومت اپنے شہریوں کے خلاف اشتعال انگیزی کے لئے باہر سے شر پسندوں کو دعوت نہیں دیا کرتی چنانچہ انہوں نے پھر کھلم کھلا اشتعال انگیزی کی اور عام تحریک کی اور جیسا کہ اس ڈرامے میں بالآخر اس بات پر تان ٹوٹا کرتی ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دے دو ورنہ یہاں خون کی نہریں بہہ جائیں گی اس دھمکی کا اعادہ کیا گیا۔

جہاں تک خون کی نہروں کا تعلق ہے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش خدا کے فضل سے بڑی بہادر جماعت ہے۔ کمزور ہے لیکن دل کی کمزور نہیں اور ایمان بہت قوی ہیں۔ چنانچہ مجھے بنگلہ دیش کے امیر صاحب کی طرف سے بار بار یہ یقین دہانی ملی ہے کہ آپ فکر مند ہیں، فکر کریں بیشک، دُعائیں کریں کہ خطرات بھی بہت ہیں لیکن ہر احمدی ایک چٹان کی طرح ثابت قدم ہے اور ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ وہ مضروب جن کو شدید تکلیف پہنچائی گئی اور بہت بُری طرح زدوکوب کیا گیا ان میں سے ایک بھی نہیں ہے جس نے اُف کی ہو یا شکایت کی ہو کہ میرے ساتھ یہ ہو گیا۔ اس لئے انہوں نے یقین دلایا ہے کہ آپ مطمئن

رہیں، ساری دنیا کی جماعتوں کو بے شک یہ اطلاع ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنگلہ دیش میں کوئی احمدی پیٹھ دکھانے والا احمدی نہیں ہے، اگر مزید کوئی واقعہ ہوا تو ہر احمدی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ قربانیوں کے لئے ایک جان کی طرح اپنے آپ کو اکٹھا پیش کرے گا۔

جماعت احمدیہ ابتلاؤں میں سے زیادہ طاقتور ہو کر نکلتی ہے

یہ وہ مختصر حالات ہیں جو بالارادہ شرارت کے طور پر سازش کے نتیجہ میں وہاں پیدا کئے گئے اور پیدا کئے جا رہے ہیں اور آج کی اطلاع یہ ہے کہ علماء کی طرف سے جیسا کہ پہلے بھی ہوا کرتا تھا ایک جلوس پہلے ۴/بخشی بازار ڈھاکہ، جہاں جماعت کا ہیڈ کوارٹر ہے اُس کی طرف پہنچا۔ وہاں عمارت تو کوئی بچی نہیں تھی جس کو مزید جلایا جاتا لیکن ارد گرد سے بہت سے مخلصین اس عہد کے ساتھ وہاں پہنچے ہوئے تھے کہ اگر اب کچھ ہوا تو ہم ہر قسم کی قربانی پیش کریں گے۔ اس لئے وہ اندر تو نہیں گئے لیکن شدید گند بکتے ہوئے، غیر مسلم قرار دیئے جانے کے مطالبوں کا اعلان کرتے ہوئے وہ آگے بڑھے اور اسمبلی کی طرف گئے اور اسمبلی میں باقاعدہ یہ مطالبہ پیش کیا گیا اور سپیکر نے اس کو قبول کیا بلکہ ایک اطلاع کے مطابق مطالبہ پہلے ہی پیش کیا جا چکا تھا اور ڈپٹی سپیکر نے سپیکر کی نمائندگی میں اُس کو قبول کر لیا تھا۔ اب یہ ایک عوامی کارروائی کے طور پر غالباً دوبارہ پھر پیش کیا گیا ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دے دو۔ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے الٰہی جماعت ہے اور آج تک جتنے بھی ابتلاء جماعت پر آئے ہیں یہ ایک قطعی حقیقت ہے کہ تکلیفیں پہنچی ہیں اور جماعت نے ہر قسم کی جذبات، عزّتوں کی، اموال کی اور اَنفس کی قربانیاں پیش کی ہیں لیکن جماعت کا قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوا ہے کہ چند سُوکھے ہوئے پتّے جھڑے ہیں۔ لیکن اُن سے زیادہ شاداب اور سرسبز اور نشوونما پانے والے پتّے ایسے ظاہر ہوئے جو بارور بھی بنے۔ آگے انہوں نے پھر پھل پیدا کئے تو جماعت کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ وہ جماعت نہیں ہے جسے چکّی میں پیسا جائے تو چھوٹی ہو کر باہر نکلے۔ یہ وہ جماعت ہے جو تمام الٰہی جماعتوں کی طرح چکّی سے پِس کر نہیں نکلتی بلکہ بڑی ہو کر اور مزید طاقتور ہو کر باہر آتی ہے۔ اس لئے اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہاں آئندہ کیا ہو گا۔ میں اس سلسلہ میں وہاں کی حکومت اور وہاں کے عوام اور سیاستدانوں کو کچھ مشورے دینا چاہتا ہوں لیکن جو بھی ہو گا میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کو دنیا کی کوئی طاقت ذلیل اور رسوا اور چھوٹا نہیں کر سکتی۔ یہ پہلے سے بہت بڑی ہو کر نکلے گی۔ ہر ابتلاء نے جماعت کو طاقت بخشی ہے کمزور نہیں کیا۔ پس یہ ابتلاء کوئی نئی نوعیت کا ابتلاء نہیں۔ سو سال سے ہمارے آزمودہ ابتلاؤں میں سے ایک ابتلاء ہے اس کے نتیجہ کے متعلق جماعت احمدیہ کو ادنیٰ سا بھی شک نہیں۔ کینیڈا میں ابھی پچھلے دنوں مسجد کے افتتاح کی جو تقریب تھی اُس کے متعلق دنیا سے جو اطلاعات مل رہی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے غیر احمدیوں نے اس کے جو نظارے دیکھے ہیں تو حیران رہ گئے ہیں کہ جماعت احمدؔ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ پاکستان کے ایک احمدی صحافی نے مجھے خط لکھا جو کل ہی ملا ہے وہ لکھتے ہیں کہ یہاں کے ایک نامور صحافی ہیں جو مذہبی امور میں لکھنے کی شہرت رکھتے ہیں اور سارے پاکستان میں ان کا نام معروف ہے، وہ مجھے ملنے آئے۔ سر پھینکا ہوا اور ایسی عجیب کیفیت تھی جیسے تکلیف کی حالت میں ہوں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ رات میں نے ایک احمدی کے گھر کینیڈا میں منعقد ہونے والی مسجد کی افتتاحی کارروائی دیکھی اور ساری رات میں اس بات پر پچھتاتا رہا کہ ہم کیا کر بیٹھے اور ہماری عقلوں پر کیا گزری۔ ہم نے کیا کر دیا کہ جماعت احمدیہ کو اس کے نتیجہ میں اتنی بڑی ترقیات نصیب ہو گئیں۔ ہمارے وہم و گمان میں بھی یہ باتیں نہیں تھیں۔ یہ الفاظ بعینہٖ وہ نہیں ہیں لیکن جو مضمون مجھے لکھا گیا اس کا ماحصل یہ ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ یہ خیال کہ جماعت احمدیہ ہماری طرف سے شدید مخالفت کے باوجود مسلسل ترقی کر رہی ہے دن بدن بڑھ رہا ہے۔ ایک اہل حدیث اخبار کی تحریر بھی میں نے وہاں پڑھ کر سنائی تھی اور اُس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ بالآخر وہ وقت آ پہنچا ہے کہ شدید ترین مخالفین بھی یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ ہماری کوششیں حقیقت میں ناکام رہی ہیں، نامراد رہی ہیں۔ برعکس نتیجے پیدا کرنے والی ہیں اور جماعت احمدیہ کو کمزور کرنے کی بجائے ہم اپنی کارروائیوں کے نتیجہ میں ان کے لئے مزید طاقت کا سامان پیدا کر چکے ہیں۔

مخالفت کے نتیجہ میں خدا جماعت کو طاقت بخشتا چلا جاتا ہے

دراصل مُلّاں نے کسی کو کیا طاقت بخشنی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ مُلّاں کی ہر ذلیل کارروائی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ طاقت بخشتا ہے اور یہ بات ان کو دکھائی نہیں دے رہی۔ اگر یہ بات عوام الناس کو سمجھ آجائے یا دانشوروں کو ہی سمجھ آجائے تو ان کے جو آئندہ لائحہ عمل ہیں وہ اس کی روشنی میں بالکل بدل جائیں گے لیکن ان کے لئے مشکل یہ ہے کہ اگر ہمیں چھوڑ دیں تب ہم ترقی کرتے ہیں۔ ہمارے پیچھے پڑیں تب ہم ترقی کرتے ہیں۔ یہ بیچارے جائیں تو کہاں جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حضرت مسیحؑ کا ہی یہ مشہور مقولہ صادق آتا ہے کہ میں کونے کا پتھر ہوں، جو مجھ پر گرے گا پاش پاش ہو جائے گا۔ اور میں جس پر گروں گا وہ پاش پاش ہو جائے گا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت تو وہ کونے کے پتھر کی مانند جماعت ہے کہ وہاں چُن کر ایسا پتھر نصب کیا جاتا ہے جو سب سے زیادہ شدید ہو۔ میں

أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (سورۃ الفتح: آیت ۳۰)

کے معنوں میں لفظ ”شدید“ استعمال کر رہا ہوں یعنی جو سب سے زیادہ طاقتور ہو، اُس پر کوئی چیز گرتی ہے تو خود اپنا ہی سر توڑتی ہے وہ جس پر گرتا ہے اس کا سر توڑتا ہے۔ سو یہ ہمیں چھوڑیں تو تب مارے جائیں نہ چھوڑیں تو تب مارے جائیں۔ یہ کیا کریں؟ ایک ہی راہ ہے کہ ایمان لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، ایک سال دو سال نہیں، سو سال میں متواتر تائیدات کے اتنے نشان دکھائے ہیں کہ ایک اندھے کو بھی محسوس ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی طاقتیں ان کے ساتھ ہیں ہمارے ساتھ نہیں ورنہ ہر بار ہر مخالفانہ کارروائی کا اُلٹ نتیجہ نکلنا کیا معنی رکھتا ہے۔ بہر حال جن لوگوں کو خدا تعالیٰ گمراہ قرار دے دے ان کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں ان کا کوئی علاج نہیں ہوا کرتا۔ نہ وہ دیکھ سکتے ہیں، نہ وہ سن سکتے ہیں، نہ وہ سچائی کے اظہار کی طاقت رکھتے ہیں لیکن ان میں بھاری اکثریت ایسی ہے جن پر اس صورتحال کا اطلاق نہیں ہوتا جو لاعلمی میں ایسی حرکتیں کر رہی ہے۔ گنتی کے چند لوگ ہیں ان کو راہنما کہہ لیں یا بدنصیب لیڈر کہہ لیں، جو بھی نام ان کو دیں یہ راہنمائی کی صلاحیتوں سے محروم ہیں اور غلط صلاحیتوں کے استعمال کے نتیجہ میں ہر دفعہ قوم کو ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ وہ بدنصیب واقعات

ہیں جنہوں نے پاکستان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ پاکستان جب سے قائم ہوا ہے مسلسل مولوی کے مظالم اور غلط راہنمائی کے نتیجہ میں قوم کا حال بد سے بدتر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

بنگلہ دیش کے رہنے والوں کے لئے نصیحت

میں بنگلہ دیش کے رہنے والوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر ان میں یہ طاقت نہیں کہ مذہب کی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کریں اور قدیم تاریخ تک نگاہ دوڑائیں تو مذہب کی تاریخِ حاضرہ پر نظر ڈالیں۔ جماعت احمدیہ کے سو سال کس بات کی شہادت دے رہے ہیں، کیا حقیقتیں ان کے سامنے کھول رہے ہیں یہ تو کوئی دور کی بات نہیں، یہ تو آج کی زندہ تاریخ ہے جو اِن امور کو کھول کھول کر اُن کے سامنے رکھ رہی ہے۔ پس اس سے نصیحت پکڑیں۔ ان کو حقیقت میں پاکستان کے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ وہاں کیا ہوا۔ موجودہ وزیر اعظم اگر اس میں ملوث ہیں جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں کہ شواہد بتاتے ہیں کہ ملوث ہیں تو اُن کو اتنا سوچنا چاہیئے کہ اس سے پہلے جنہوں نے یہ کارنامے سرانجام دیئے تھے اُن سے خدا کی تقدیر نے کیا سلوک کیا۔ یہ مُلّاں لوگ جو اُن کو جا کر یہ کہتے رہے ہیں کہ اگر تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ تو ہمیشہ کے لئے تمہارا نام زندہ رہ جائے گا، تمہارے مخالف ختم ہو جائیں گے، تمہارے مدّمقابل سیاستدانوں کی سیاست ختم ہو جائے گی اور تمہیں دوام بخشا جائے گا، علاوہ ازیں یہ روحانی سہرا بھی ہم تمہارے سر پر باندھیں گے۔ کیا موجودہ وزیر اعظم یہ دیکھ نہیں سکتیں کہ سہرا باندھنے والے یہی ہاتھ پھر پھانسی کا پھندا بھی پہنایا کرتے ہیں اور ان ہاتھوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ یہ تاریخ تو پرانی نہیں۔ جن لوگوں نے مولویوں کے سہروں کی لالچ میں غلط اقدام کئے ہیں ان کا انجام آپ کے سامنے ہے اور یہ وہ انجام ہے جو الٰہی سنّت کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا ○ (سورۃ فاطر : آیت ۴۴)

ہر طرف نظر دوڑا کر دیکھ لو۔ تم خدا کی سنّت میں نہ کوئی تبدیلی پاؤ گے نہ کوئی ہیر پھیر پاؤ گے۔ یہ وہ سنّت ہے جو بار بار اسی طرح جاری ہوتی ہے پس آنکھیں کھولیں۔ ہوشیار ہوں۔ اگر کوئی غلطیاں کی جا چکی ہیں تو اب وقت ہے کہ اُن سے توبہ کی جائے، استغفار کیا جائے اور خواہ مخواہ ظلم کی راہ اختیار کرتے ہوئے اُس انجام کو نہ پہنچیں جو انجام خدا تعالیٰ نے ظالموں کا مقدر کر رکھا ہے۔ جہاں تک قوم کا تعلق ہے ظلم کے نتیجہ میں قوم بھی پلیسی جاتی ہے۔ غلط فیصلوں کے نتیجہ میں جو اُس وقت کے سربراہ کیا کرتے ہیں ساری قوم پر بداثرات مترتّب ہوتے ہیں اور قوم پھر ایسے مصائب کی چکّی میں پلیسی جاتی ہے اور بار بار ایسے ہولناک ابتلاؤں میں ڈالی جاتی ہے کہ اُس سے نکلنے کی پھر وہ راہ نہیں پاتی۔ پاکستان سے عبرت حاصل کریں۔ یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دے کر اس دور میں اسلام کی ایک ایسی خدمت کی جا رہی ہے کہ اس کی کوئی مثال آپ کو اسلامی تاریخ میں دکھائی نہیں دے گی، اتنا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا جا رہا ہے کہ کارنامہ سرانجام دینے والے ہمیشہ کے لئے خدا کی خوشنودی حاصل کر لیں گے اور عرشِ معلّٰی پر ان کی حمد کے گیت گائے جائیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیش کی زندگی پا جائیں گے اور اسلام ترقی کرے گا اور نشو نما پائے گا۔ ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گا۔ یہ جنّت کے وہ نقشے ہیں جو انہوں نے کھینچے۔ یہ نقشے عملاً کس طرح حقائق میں ڈھل کر سامنے آئے، اس کی تصویر بڑی بھیانک ہے۔ میں صرف ایک دو نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ بنگلہ دیش والے جو سن رہے ہوں یا اُن کو بعد میں یہ پیغام پہنچایا جائے تو وہ ان باتوں کو ملحوظ رکھیں۔

مسلسل جاری رہنے والے ظلم و ستم کے بھیانک نتائج

۱۹۷۴ء میں جو کچھ ہوا یا اس کے منطقی نتیجہ کے طور پر جو بعد میں ۱۹۸۴ء میں رونما ہوا اور پھر ظلم و ستم کی وہ ایک مسلسل داستان جاری و ساری ہوئی اُس کے نتائج کیا نکلے۔ مسٹر اے۔ کے بروہی سابق وزیر قانون پاکستان لکھتے ہیں۔

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ دنیا ہماری بداعمالیوں کو دیکھ کر اسلام کے بارہ میں رائے قائم کرتی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر آج ہم اسلام سے علیحدگی کا اعلان کر دیں تو یورپ کا بڑا حصّہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو سکتا ہے.... الخ

تو اگر خدمتِ اسلام کرنی ہے تو اس کا یہ رستہ ہے کہ اس اسلام میں داخل ہوں جسے آپ نے الگ کر رکھا ہے۔ اس کو دیکھ کر آجکل یورپ حلقہ بگوشِ اسلام ہو رہا ہے۔ پس اس اسلام سے توبہ کریں جو ظلم و ستم کا اسلام ہے جو ہرگز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا اسلام نہیں ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ اسلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ہو اور دنیا اُسے دیکھ کر توبہ کرے اور جب اُس اسلام کو چھوڑا جائے تو وہ اسلام مرغوب ہو جائے اور شہرت پا جائے اور دنیا بڑے شوق سے ولولوں کے ساتھ اُس کی طرف آگے بڑھے اور اُس کے دامن میں پناہ ڈھونڈنے لگے یہ منطقی نتائج ہیں ان پر غور کریں۔ بروہی صاحب کوئی جماعت کے مدّاحوں میں سے نہیں بلکہ جماعت اسلامی کے زیر اثر پرورش پانے والے انسان ہیں جنہوں نے ہمیشہ کھل کر جماعت اسلامی کی تائید کی ہے۔ اس کے باوجود اسلام کو نافذ کرنے کی ان تمام کوششوں کا انہوں نے ایک مشہور قانون دان کے طور پر بڑی معقول زبان استعمال کرتے ہوئے نتیجہ نکالا ہے وہ لکھتے ہیں :

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے.... آج ہم اسلام سے علیحدگی کا اعلان کر دیں تو یورپ کا بڑا حصّہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو سکتا ہے۔ جب وہ اُن لوگوں کو دیکھتے ہیں جن پر "اسلامی ممالک" کا لیبل لگا ہوا ہے تو اُن کے قدم اسلام کی طرف بڑھنے سے رُک جاتے ہیں۔ اشاعتِ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہم خود ہیں۔"

(اسلام اور عصرِ رواں مؤلفہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق، صفحہ ۶۷ بحوالہ ملاقاتیں از الطاف حسن صفحہ ۵۰۔ ناشر: شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

سیّد قیصر شیرازی صاحب کا جائزہ یہ ہے جو "اخبار وطن لندن" کے ۱۳ تا ۱۹ جولائی ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں چھپنے والے ایک مقالے میں سے لیا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :-

"میں سالِ رواں کے ایک ایک لمحے اور ایک ایک پَل کا شمار

کررہا ہوں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرے چاروں طرف آگ بھڑک رہی ہے، بارود کا دھواں پھیلا ہوا ہے، بموں کے دھماکے ہورہے ہیں، انسانی چیخ و پکار کا شور برپا ہے، گولیاں چل رہی ہیں، مار دھاڑ ہورہی ہے، لوٹ مار کا بازار گرم ہے، سائے ناچ رہے ہیں، پتلے مچل رہے ہیں اور وحشت و درندگی کی اس فضا میں شہری سہمے سہمے، خوفزدہ اور حیران بیٹھے ہیں۔ یا اللہ! یہ سب کیا ہے؟ قیامت اور کیا ہوگی؟ عذاب الٰہی نازل ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی!"

سوال یہ ہے کہ جو کچھ پاکستان میں ہوا اگر یہ اسلام کی خدمت تھی تو آپ لوگوں کا خدا کیسا خدا ہے جس کے دین کی آپ نے "خدمت" کی ہے اس "خدمت" کے نتیجہ میں اس نے آپ کے حالات کو بد سے بدتر بنا دیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کا خدا تو ایسا نہیں تھا۔ وہ ادنیٰ ادنیٰ خدمتوں کو حیرت انگیز احسانات سے نوازتا تھا۔ کسی نے ایک روٹی کی قربانی پیش کی ہے تو اموال میں ایسی برکتیں دی گئیں کہ نسلاً بعد نسلٍ اُن برکتوں سے اُن کی اولادوں نے کھایا اور پھر بھی وہ ختم نہیں ہوئیں۔ کسی نے معمولی عزّت کی قربانی دی تو عزّتوں میں ایسی برکت دی گئی کہ معمولی معمولی چرواہے تاج و تخت کے مالک بنا دیئے گئے۔ یہ وہ خدا ہے جو اپنی راہ میں قربانی کرنے والوں کو نوازتا ہے اُن سے محبت اور پیار کے سلوک کرتا ہے۔ اگر تم سچّے ہو تو یہ تم لوگوں کا خدا کیسا ہے۔ یقیناً تم جھوٹے ہو اور سچّے نہیں کیونکہ اگر تم سچّے ہوتے تو خدا کا تم سے ایسا سلوک نہ ہوتا۔ پس میں تمہارے محاورے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تمہارا خدا کیسا خدا ہے کہ جتنی خدمت کرتے ہو اُتنی جوتیاں مارتا ہے۔ اور ایسا ذلیل اور رسوا کرتا ہے اور ناراضگی اور عذاب کے ایسے کوڑے برساتا ہے کہ ساری قوم اُس سے بلبلا اٹھی ہے اور چیخ رہی ہے اور کوئی چارہ نہیں پارہی، کوئی نجات کی راہ نہیں پارہی۔ یہ اسلامی مملکت ڈاکوؤں کی مملکت بن گئی۔ یہ اسلامی مملکت بچے چرانے والوں کی مملکت بن گئی۔ معصوم عورتوں کی عزّتیں لوٹنے والوں کی مملکت بن گئی، ایسی مملکت بن گئی جہاں قانون کے رکھوالے سب سے زیادہ قانون کی حدود میں رہنے والوں کے ان پر ڈاکے مارتے ہیں اور سب سے زیادہ ان کی حمایت کرتے ہیں جو قانون شکن ہیں۔

پاکستان کے حالات تو اب ایسے کھُلے واضح حالات ہیں کہ اندھیری سے اندھیری رات کی سیاہی کبھی ایسے واضح نہیں ہوئی جیسے پاکستان کے دنوں کی سیاہیاں واضح ہیں اور اندھیر نگری کا ایسا عالم ہے کہ پاکستان کا کوئی باشندہ ایسا نہیں رہا جو اس پر شور نہ ڈال رہا ہو، پکار نہ کررہا ہو کہ یہ کیا ہوگیا ہے۔ تم نے خدا تعالیٰ کی اور دین کی کیا خدمت کی ہے جس کے نتیجہ میں یہ سزائیں مل رہی ہیں کہ ۱۹۷۴ء کے بعد سے آج تک پھر اس ملک کو امن نصیب نہیں ہوا۔ وہ "خدمت" واضح ہے۔

خدا کو ناراض نہ کریں اور اس کا غضب نہ سہیڑیں

پس بنگلہ دیش کی وزیراعظم محترمہ کو اور وہاں کے دانشوروں کو میں سمجھاتا ہوں۔ یہ ایک غریبانہ عاجزانہ نصیحت ہے کہ ان جہالتوں کا اعادہ نہ کریں جو ظلمات بن کر آپ کو ایسا گھیر لیں گی کہ آپ اپنے اندر اُن ظلمات سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔ پہلے ہی غریب ملک ہے، کئی قسم کے حوادث کا شکار ہے۔ غربت اتنی ہے کہ کسی ملک میں کم ہی اتنی غربت ہوگی۔ بچوّں کو پہننے کے لئے کپڑے میسّر نہیں، بھاری تعداد ایسی ہے جو لنگوٹوں میں یا ایک ایک چادر میں معمولی گزارے کرتی ہے۔ ایک وقت کی روٹی مل جائے تو غنیمت سمجھی جاتی ہے۔ اس کے اوپر آپ خدا کا غضب سہیڑ بیٹھیں اور خدا کو ناراض کرنے کے لئے کوئی اقدام کر بیٹھیں تو بہت بڑی جہالت ہوگی۔ آپ نے ایسی بیہودہ حرکت کی تو تاریخ کبھی آپ کو معاف نہیں کرے گی۔ مُلّاں آپ کو اسلام کے نام پر یہ کہتے ہیں کہ یہ عظیم الشان خدمت ہے کیونکہ نعوذ باللہ من ذالک ایک شخص نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈال دیا ہے، آپ کی خاتمیّت پر ڈاکہ ڈال دیا ہے، یہ ایسا بیہودہ محاورہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی گستاخی ہے۔ کون ہے اور کس ماں نے وہ بچّہ جنا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزّت پر ڈاکہ ڈال سکے یا آپؐ کی نبوّت پر ڈاکہ ڈال سکے۔ کوئی ایسا شخص پیدا ہی نہیں ہوا اور پیدا ہو تو خدا کی تقدیر اُس کا نام ونشان دنیا سے مٹا دے گی۔ پس یہ محض بیہودہ محاورے ہیں جن میں سوائے جھوٹ کے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ زبان سوائے فساد کے اور کوئی پیغام نہیں دیتی لیکن جاہل عوام الناس بلکہ سیاستدان بھی جہالت میں مبتلا ہو کر ان جھوٹے اور کھوکھلے نعروں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر ڈاکہ ڈالا؟ کوئی ان سے پوچھے کہ کیسے ڈاکہ ڈالا۔ پھر اگر تم میں کوئی غیرت ہے تو صرف رسول کی غیرت رہ گئی ہے اور خدا کی کوئی غیرت نہیں۔ دنیا میں آج انسانوں کی بھاری اکثریت ہے جنہوں نے خدا کی خدائی پر تمہارے محاورہ کے مطابق ڈاکے ڈال رکھے ہیں، جو بُت پرست ہیں، آج دنیا میں ان کی اکثریت ہے جنہوں نے خدا کے رسولوں کو خدا کا بیٹا بنا لیا اُن کی بھاری اکثریت ہے اور وہ تمہارے محاورے کے مطابق خدا کی خدائی لُوٹ بیٹھے، خدا کی عزّتوں پر ہاتھ ڈال بیٹھے اور اس کے باوجود تمہارے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگتی۔ ہندوستان میں جو کچھ ہورہا ہے اس طرف تمہیں کوئی توجہ نہیں۔ جہاد کرنا ہے تو پھر اُن ممالک میں جہاد کرو جہاں مسلمانوں پر ظلم و ستم توڑے جارہے ہیں اور وہاں مولویوں کو سب سے آگے بھیجنا چاہیئے کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں شوقِ شہادت سب سے زیادہ ہے۔ یہ جو کشمیر کی جنگ بندی لائن تھی اس سے بیچاروں کو روکا کیوں گیا۔ چاہیئے تھا کہ مولویوں کی کھیپ کی کھیپ وہاں بھجوا دیتے تاکہ ایک دفعہ یہ شوقِ شہادت تو پورا کرتے لیکن یہ تو سب سے پیچھے رہتے ہیں۔ جہاں موت کا خطرہ واقعۃً سامنے دکھائی دے وہاں یوں لگتا ہے جیسے سانپ سونگھ گیا ہے اور جہاں کمزور نہتّے بے بس لوگوں پر ظلم کا کوئی معاملہ ہو وہاں شیروں کی طرح دندناتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ مجھے ۱۹۷۴ء کے دوران کی باتیں یاد ہیں۔ گوجرانوالہ کے ایک گاؤں پر کچھ مولوی بہت بڑا جلوس لے کر حملہ آور ہوئے تھے۔

مولویوں کے شوقِ شہادت کی قلعی کھولنے والے واقعات

اور قریب تھا کہ وہ سارے اُس سارے بیچارے معصوم کمزور احمدی گاؤں پر پِل پڑتے کہ کسی نے اطلاع دی کہ وہ بھی آگے سے تیار بیٹھے ہیں۔ آگے بڑھنا ہے تو ہوش سے آگے جانا کیونکہ وہ ہیں تو تھوڑے لیکن مرنے کے لئے تیار بیٹھے اور کہتے ہیں کہ ہم ایک کے بدلے میں دس مار کر مریں گے اس خبر سے سارا جلوس مبہوت ہوگیا اور آپس میں باتیں شروع ہوئیں کہ کون

آگے بڑھے تو کسی نے مولویوں کو پکڑا کہ آپ آگے چلیں کیونکہ آپ ہی ہمیں شوقِ شہادت دلا کر یہاں تک لائے ہیں تو مولویوں کے لئے پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا کسی نے کہا کہ ہمیں بندوق چلانی نہیں آتی کسی نے کہا ہم میں یہ کمزوری پیدا ہو گئی ہے اور جب انہوں نے مولویوں کا یہ رویہ دیکھا تو جلوس والوں نے کہا کہ جب آپ کا یہ حال ہے تو پھر ہماری جانیں کیوں ضائع کرواتے ہیں۔ ہم بھی واپس چلتے ہیں۔ چنانچہ گاؤں کے دروازے سے وہ سارا جلوس واپس پلٹ گیا تو حکومتوں کو چاہیئے کہ اگر مولویوں کی صداقت آزمانی ہے تو انہیں آزمائشوں کی بھٹی میں سب سے آگے جھونکیں۔ مسلمانوں پر جہاں جہاں مظالم ہو رہے ہیں وہاں اُن کو دھکیلا جائے۔

میں نے گذشتہ جمعہ سے کچھ عرصہ پہلے ایک جمعہ میں اعلان کیا تھا کہ بوسینا کی سرزمین واقعۃً شہادت کے لئے بلا رہی ہے۔ میں نے اعلان کیا تھا کہ جن ممالک میں مسلمان حکومتیں ہیں وہ صاحب اختیار ہیں وہ جہاد کر سکتی ہیں جو غیر مسلم ممالک میں غیر مسلم حکومتوں میں رہتے ہیں ان کے لئے جہاد کی صورت نہیں ہے لیکن ترکی میں جہاد کا اعلان ہو سکتا ہے۔ پاکستان میں جہاد کا اعلان ہو سکتا ہے یعنی وہاں کی حکومتیں اعلان کریں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے احمدی پیش پیش ہوں گے لیکن آپ کے لئے مشکل یہ ہے کہ آپ احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے اور جہاد کے لئے استعمال کرنا شاید پسند نہ فرمائیں۔ تو میرا مشورہ یہ ہے کہ مولویوں کو بوسینا کیوں نہیں بھجوا دیتے سارے مولویوں کو پکڑ کر خواہ وہ پاکستان کے ہوں یا بنگلہ دیش کے ہوں، ان کی فوجیں بنائیں اور بوسینا میں بھجوا کر ان کو جام شہادت نوش کرنے دیں، یہ جو مولوی بیچارے مسلمان عوام کے اتنا پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ جام شہادت نوش کرو تو خود کیوں نہیں نوش فرماتے۔ اگر ان کی اپنی دفعہ وہ جام تلخ ہو جاتا ہے تو یہ دھوکے باز ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی ان کا یہی حال ہے۔ بار بار وہاں سے اطلاعیں آتی ہیں کہ بعض علاقوں میں مسلمانوں کے خلاف مظالم ہو رہے ہیں۔ برما سے بڑی بھاری تعداد میں مہاجر آئے ہیں تو ان کے لئے برما کا فرنٹ کیوں نہیں کھول لیتے۔ بیچارے مظلوم احمدیوں پر ضرور حملے کرواتے ہیں جو اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتے جن کو تعداد کے لحاظ سے، طاقت کے لحاظ سے اپنے دفاع کی توفیق ہی نہیں ہے۔ اُن کے لئے سردست جو دور ہے وہ مظلومیت کا دور ہے۔ اسی میں وہ زندگی بسر کریں گے وہ اپنی مظلومیت سے بھی نہیں ڈرتے۔ وہ اپنے نہتہ ہونے سے بھی نہیں ڈرتے ان کو اس کمزوری کے باوجود خوف نہیں ہے کہ آپ آئیں اور اُن کے چھوٹوں اور بڑوں اور بچوں کو قتل کریں، ان کے گھروں کو آگ لگائیں۔ آپ پہلے بھی اُن سے یہ کرتے رہے ہیں اور دیکھ چکے ہیں کہ اس کے باوجود وہ خوف کھانے والے نہیں ہیں لیکن اگر سمجھتے ہو کہ تم واقعۃً جام شہادت نوش کرنے کی خواہش رکھتے ہو تمہارے لئے بہترین علاج یہ ہے کہ تم برما کی سرحد کھول لو اور بنگلہ دیش کی حکومت کو چاہیئے کہ اچھی بھلی فوج ملی ہوئی ہے، لاکھوں کی تعداد میں مُلّاں اور ان کے چیلے چانٹے ہیں، ان کو بھجوائیں تا کہ ایک ہی دفعہ جھگڑا ختم ہو اور سیاست گندگی سے پاک ہو اور لوگ امن کی زندگی بسر کریں۔ پس جاہلانہ حرکتیں نہ کریں۔ حقیقت میں دیکھیں کہ کیا حال ہے۔

آنحضرت صلعم کی عاشقانہ غلامی کا دعویٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نبوت پر نہ کوئی ڈاکہ ڈال سکتا ہے نہ قیامت تک کوئی ایسا پیدا ہوگا جو ڈاکہ ڈال سکے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو غلامی کا دعویٰ کیا ہے اور عاشقانہ غلامی کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ نے تو یہ کہا ہے کہ ع

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام تو پڑھ کر دیکھیں کہ وہ کیسا عاشق صادق ہے۔ عربی، اردو، فارسی میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت میں آپ کا جو کلام ہے اس کی نظیر آپ کو سارے عالمِ اسلام میں کہیں دکھائی نہیں دے گی۔ ہوش کریں اور دیکھیں تو سہی کہ کس کے اوپر آپ کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ آپ کا دعویٰ صرف یہ ہے کہ آپ وہ مہدی ہیں جن کے آنے کی خوشخبری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دی اور جن کے حق میں آسمان سے چاند سورج نے گواہی دی۔ آپؑ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپؑ وہ مسیح موعود ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی غلامی میں عیسائیت کے خلاف ایک عالمگیر جہاد کی بنیاد ڈالنی تھی اور مہم شروع کرنی تھی۔ جہاں تک نبوّت کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مہدی اور مسیح کا مقام غلامی نبوّت کا یعنی مطیع نبوّت کا ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے۔ وہ حقیقی نبوّت جو آزاد ہو، جو کسی دوسرے نبی کی غلام نہ ہو، وہ حقیقی نبوت جو صاحبِ شریعت ہو اُس کا نہ کبھی مسیح موعودؑ نے دعویٰ فرمایا نہ کبھی ایسا ادّعا کیا بلکہ ایسے شخص پر لعنت ڈالی اور فرمایا کہ اُس کا اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ تو مسیحیت اور مہدویت کا ہے اور ہم عقلاً اور نقلاً ثابت کرتے ہیں کہ اُمّتِ محمدیہ میں جو مسیح موعودؑ پیدا ہونا ہے اور مہدی موعودؑ جس نے امّتِ محمدیہ میں ظاہر ہونا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تابع نبی ہیں۔ ان معنوں میں آزاد اور حقیقی نبی کہ گویا وہ کسی دوسرے نبی کی غلامی سے آزاد ہوں اور فی ذاتہٖ نبوّت کے کمالات حاصل کر چکے ہوں، ایسا نبی نہ آسکتا ہے نہ کبھی کسی نے دعویٰ کیا ہے جبکہ اُمّتی نبوّت کے متعلق قرآن کریم گواہ کھڑا ہے۔ جب تک تم اُس آیت کو قرآن سے نوچ کر باہر نہ نکال دو تمہارا کسی پہلو سے بھی کوئی حق نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی قسم کا حملہ کرو اور یہ الزام لگاؤ کہ نعوذ باللہ من ذالک آپؑ نے ایسی نبوّت کا دعویٰ کیا ہے جس کو قرآن رد کرتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے کہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

(سورۃ النساء: آیت ۷۰)

کیسا کھلا کھلا اعلان عام ہے۔ آیت خاتم النبیین برحق ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی قسمیں کھا کر اعلان کرتے ہیں کہ اس آیت پر ہمیں بدرجۂ کمال ایمان حاصل ہے بلکہ اس کی معرفت کو جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں ہمارے

مخالف اُس کا ادنیٰ حصّہ بھی نہیں سمجھتے لیکن اُس آیت کے مضمون کی قرآن کریم کی دوسری آیت مخالف اور معاند ہو ہی نہیں سکتی۔ اُس آیت کو اس آیت کی روشنی میں پڑھیں جس میں یہ اعلان ہے کہ ہر نبوّت بند مگر غلامی کی نبوّت، اطاعتِ محمدیہ کی نبوّت وہ جاری وساری رہے گی اور صرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلاموں کو عطا ہوگی۔ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ اعلانِ عام ہے کہ جو شخص بھی آج اللہ اور اس رسول یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اطاعت کرے گا۔ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ: اب بس یہی لوگ ہیں جو انعام پانے والے ہوں گے اِن کے سوا کوئی نہیں ہوگا۔ تم نبوّت کہتے ہو؟ قرآن کہتا ہے کہ ہر انعام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی غلامی سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ یہ انعام پانے والے کون ہوں گے؟ مِنَ النَّبِیّٖنَ: نبیوں میں سے ہوں گے۔ وَالصِّدِّیْقِیْنَ صدیقوں میں سے ہوں گے۔ وَالشُّھَدَآءِ: شہداء میں سے ہوں گے۔ وَالصّٰلِحِیْنَ اور صالحین میں سے ہوں گے۔ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا: تمہیں کیسے اچھے ساتھی مل گئے۔ تم نبیوں میں سے ہو گئے۔ نبیوں کا ساتھ عطا ہو گیا۔ صدیقوں، شہیدوں، صالحین میں سے ہو گئے لیکن ایک شرط ہے: اطاعتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور کامل اطاعت۔ جتنا اطاعت میں درجۂ کمال کو پہنچو گے اتنا ہی بڑا درجہ نصیب ہو جائے گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ جو کچھ میں نے پایا ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی غلامی اور اطاعت سے پایا ہے اور اسے تم وہ حقیقی نبوت قرار نہیں دے سکتے جس کی راہیں بند ہیں یعنی وہ نبی جو ہمیشہ کے لئے اولوالامر ہے۔ قیامت تک اس کے لفظ کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہی حاکم ہے اور نہ صرف اپنے زمانے کا بلکہ ہمیشہ آنے والے زمانوں کا حکمران ہے۔ اس پر تم نے یہ فساد مچا رکھا ہے۔ اس پر شور ڈالا ہوا ہے تم کل خدا کو کیا جواب دو گے لیکن خدا کل پر اُدھار نہیں رکھا کرتا۔ ایسے بدبختوں کو جو کلامِ الٰہی کو توڑ مروڑ کر اپنے وحشیانہ مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں دنیا میں بھی سزائیں دی جاتی ہیں اور حال کی وہ تاریخ جس کا میں نے مختصر ذکر کیا ہے وہ اس بات پر گواہ کھڑی ہے کہ بعد کے زمانے کی باتیں تو مرنے کے بعد دیکھی جائیں گی لیکن پھر خدا اس دنیا میں بھی نہیں بخشے گا اور سزا پر سزا دیئے چلا جائے گا تو بنگلہ دیش کے رہنماؤں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ عقل سے کام لیں، ہوش کے ناخن لیں اور اپنی قوم کو اس قعرِ مذلّت میں نہ دھکیل دیں جس میں جاتے ہوئے تو دیکھا جاتا ہے وہاں سے نکلتے ہوئے کبھی کسی کو نہیں دیکھا گیا۔

یہ سیاست کا حق نہیں کہ مذہبی امور کے متعلق فیصلے کرے

جہاں تک سیاست کا معاملہ ہے سیاست کو تو یہ حق ہی نہیں ہے کہ وہ مذہبی امور کے متعلق فیصلے کرے اور یہ کہے کہ فلاں کے ادّعا کے خلاف اس کا مذہب یہ ہے۔ یہ تو حد سے زیادہ جاہلانہ بات ہے کہ کسی مذہب کی طرف منسوب ہونے کا کسی کا حق اس ملک کی سیاست چھین لے اور یہ دھمکیاں دی جائیں کہ اگر یہ حق نہ چھینا جائے گا تو یہاں خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔ بنگلہ دیش میں اگر خون کی ندیاں بہائی جائیں اور حکومت اس میں ذمہ دار ہوگی، تو جو بھی خون بہے گا وہ ایک بنگالی کا خون ہوگا اور بنگال کے راہنماؤں کے اوپر اس خون کا ایک ایک قطرہ قرض ہوگا۔ ملک میں ملک کے باشندوں کا جو خون بہتا ہے وہ ملک کے راہنماؤں اور حاکموں پر قرض ہوتا ہے۔ ملک کے باشندوں کا حق ہے یعنی مذہب اور ملّت اور رنگ کی تفریق کے بغیر ہر شہری کا حق ہے کہ اس کی حکومت اس سے انصاف اور عدل کا معاملہ کرے اس لئے اس کے خون کا ایک ایک قطرہ تمہاری گردن پر ہوگا۔ پس بنگال میں اگر خون بہے گا تو بنگالی کا بہہ رہا ہوگا نہ مسلمان کا نہ ہندو کا۔ مظلوم کا خون تو نہ مذہب رکھتا ہے نہ رنگ رکھتا ہے وہ مظلوم ہی کا خون ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو عقل دے۔

جہاں تک سیاست کا تعلق ہے سیاست کو زیب ہی نہیں دیتا کہ وہ ایسے مذہبی امور میں دخل دے جس کے لئے سیاست بنائی نہیں گئی اور پھر ایسے امور میں دخل دے جہاں دخل دینے کی خدا نے کسی کو بھی اجازت نہ دی ہو۔ سیاست کی دنیا ایک الگ دنیا ہے۔ یہ مُلّاں دعوے کرتے ہیں کہ فلاں وجہ سے یہ غیر مسلم ہیں اور فلاں وجہ سے غیر مسلم ہیں۔ ۱۴سو سال گواہ ہیں ایک دوسرے کو کافر اور غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ان کی عمریں کٹ گئیں۔ اور ایک دوسرے پر انہوں نے بڑے بڑے بھیانک الزام لگائے ہیں اور بڑی شدت کے ساتھ کفر کے فتوے لگائے ہیں اور بڑے اصرار کے ساتھ اعلان کیا ہے کہ فلاں فرقہ اور اس کے تمام افراد نہ صرف غیر مسلم بلکہ جہنّمی ہیں۔ پھر یہاں تک بھی لکھا ہے کہ جو شخص اِن فتوے میں شک کرے گا وہ بھی غیر مسلم اور جہنّمی۔ یہ سارے فتوے چھپے ہوئے کھلے کھلے موجود ہیں۔ بنگلہ دیش کی جماعت کو میں نے نصیحت کی ہے کہ فوراً ان کو شائع کریں اور سارے اہلِ بنگال کو بتائیں کہ یہ مُلّاں کون ہے جو آج تم سے مخاطب ہو رہا ہے، کل یہ کیا کہا کرتا تھا۔ جب احمدیت ابھی وجود میں ہی نہیں آئی تھی تو اس وقت یہ مولوی ایک دوسرے کے خلاف کیا فتوے دیا کرتے تھے۔ ان کی باتوں پر چل کر تم کیوں اپنی سیاست کو تباہ کرتے ہو۔ یہ دراصل ایک سازش ہے جیسا کہ پاکستان کے خلاف کی گئی تھی۔ احمدیوں کا تو خدا محافظ ہے اور مظلوم ہونے کے لحاظ سے بھی وہ اللہ کی حفاظت میں ہیں لیکن سیاستوں کا تو خدا محافظ نہیں ہے۔ جب سیاستدان غلطیاں کرتے ہیں تو اس کے تلخ نتائج ان کی زندگی کا حصّہ بن جاتے ہیں۔ یہ گھونٹ ان کو بھرنے ہی پڑتے ہیں۔ پس آج پاکستان کی سیاست جو اکھڑی ہوئی ہے اور دن بدن بے بس اور نہتّی ہوتی چلی جا رہی ہے اس کا ایک ہی علاج ہے توبہ کرو اور غلط فیصلوں کو کالعدم قرار دو۔

تمام دنیا کے مولویوں کو ایک چیلنج

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سیاست کو تو کیا مذہبی راہنما کو بھی خدا تعالیٰ نے یہ حق نہیں دیا کہ کسی کو غیر مسلم قرار دے دے۔ اگر کسی کو سب سے بڑا حق نصیب ہو سکتا تھا تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہو سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی کی تاریخ میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں، میں تمام مولویوں کو چیلنج دے کر کہتا ہوں کہ ایڑی چوٹی کا زور لگاؤ، تمہیں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ملے گا کہ کسی نے کہا ہو کہ میں مسلمان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہو کہ نہیں تم مسلمان نہیں ہو۔ اس درخشندہ تاریخ میں جبکہ اسلام بن رہا تھا اور منصۂ شہود پر اُبھر رہا تھا۔ خدا کا

جلال اور خدا کا جمال ایک زندہ محمدؐ کی شکل میں دنیا میں رونما تھا۔ اس وقت ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا۔ وہ شخص جو خدا سے علم پاتا تھا اور خدا کے علم سے کلام کرتا تھا، جس کی دلوں پر نظر تھی اُس نے بھی کبھی ایک دفعہ ایسا نہیں کیا کہ مسلمان ہونے کے کسی دعویدار کو غیر مسلم قرار دے دیا ہو۔ کیوں نہیں کیا؟ ایک تو طبعی فراست ایسی روشن تھی کہ وہ عالم کے چاند ستاروں کو بھی روشنی میں شرماتی تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ سورج کی روشنی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی فراست کے سامنے کوئی حیثیت نہیں کیونکہ انسانی فراست کی روشنی مادی روشنیوں کے اُوپر غالب ہوتی ہے اور جوں جوں یہ فراست ترقی کرتی ہے اس روشنی کو دوسری روشنیوں پر غلبہ عطا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ مبالغہ آمیزی کی باتیں نہیں ہیں، یہ حقیقت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی فراست سے بڑھ کر روشن فراست نہ کبھی پہلے ہوئی نہ آئندہ ہوگی اور تمام روشن وجودوں میں سب سے زیادہ روشن وجود آپؐ تھے۔ اس لئے روشنی کے ساتھ اندھیروں کا کوئی جوڑ نہیں ہوا کرتا۔ ایک فیصلہ بھی آپؐ غلط نہیں کر سکتے تھے نہ کبھی کیا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے خود اس بارہ میں واضح ہدایت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قالتِ الاعرابُ آمنّا: اعراب یعنی بدوی لوگ کہتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ قُل لم تؤمِنوا: اے محمدؐ! ان کو بتادے یعنی خدا خبر دے رہا ہے کہ تم ایمان نہیں لائے۔ ولٰکن قُولُوا أَسلَمنَا: پھر بھی ہم تمہیں حق دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہو۔ ایسی حالت میں بھی اپنے آپ کو مسلمان کہنے کا تمہیں حق ہے کہ لَمّا یدخلِ الایمانُ فی قلوبکم: ایمان نے تمہارے دلوں میں جھانکا تک نہیں، داخل ہی نہیں ہوا لیکن تم کہتے ہو کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ خدا کہتا ہے کہ یہ ایمان نہیں لائے۔ واضح بات ہے لیکن تمہیں مسلمان کہلانے کا حق پھر بھی رہتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم بھی تمہیں اسلام کی طرف منسوب ہونے کے حق سے محروم نہیں کرتے۔ یہ وہ آیتِ کریمہ ہے جس نے ساری بات کھول دی نورٌ علیٰ نور کا منظر دکھائی دیتا ہے۔ اس آیتِ کریمہ کے نزول سے پہلے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم نے کبھی کسی کو اس کے دعوے کے خلاف مسلمان کہلانے کے حق سے محروم نہیں فرمایا۔ اس آیت کے ہوتے ہوئے ممکن ہی نہیں تھا کہ آپؐ کسی کو اس حق سے محروم فرماتے۔ آج کے مُلّاں اگر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں حق حاصل ہے تو اپنی بدبختی اور بدنصیبی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم سے بڑھ کر دعویٰ کرتے ہیں اور دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم سے بڑھ کر روحانی طاقتیں رکھنے کا یا عالمانہ طاقتیں رکھنے کا دعویٰ کرے اور خدا کے ہاں مردود نہ ٹھہرے۔ پس ان مردودوں کے پیچھے چل کر تم اپنے نصیب کیوں اجاڑتے ہو اور بگاڑتے ہو۔ خدا حق نہیں دے رہا اور یہ حق لے رہے ہیں اور تمہیں بھی کہتے ہیں کہ اس چوری کے حق سے تم بھی استفادہ کرو۔ تم بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اس لئے جو غلطیاں پہلے ہوئی ہیں اُن غلطیوں کا اعادہ نہ کرو اور توبہ کرو۔ جہاں تک مسلمان کہلانے کے حق کا تعلق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم نے اس بات کی بھی اجازت نہیں دی کہ کسی کو یہ کہو کہ تمہارے دل میں نہیں ہے کیونکہ دل میں نہیں کا دعویٰ خدا کر سکتا ہے۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم نے بھی ایمان کی نفی تب کی جب خدا نے خود بتایا کہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں۔ اس کے باوجود مسلمان ہونے کا حق اُن کو دیا اور اس حق کو سب نے استعمال کیا۔ جہاں تک ایک عام آدمی کے لئے یہ بات کہنے کا تعلق ہے کہ تمہارے دل میں نہ ایمان ہے نہ اسلام۔

سارے مسئلہ کو واضح کرنے والا عظیم واقعہ

اس صورتحال پر روشنی ڈالنے کے لئے یہ عظیم واقعہ میں آپ کے سامنے رکھ کر اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ احمدیوں کے سامنے تو بار بار یہ واقعہ پیش کیا جا رہا ہے مگر میں امید رکھتا ہوں کہ بنگال تک بھی یہ آواز پہنچ رہی ہوگی۔ بنگال کے غیر احمدی مسلمانوں اور دیگر دانشوروں کے سامنے یہ صورت حال خوب کھول کر پیش کرنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کا کیا فیصلہ ہے اور اس کے مقابل پر مولوی تم سے کیا مطالبہ کر رہا ہے۔ اپنی راہ چن لو۔ تم نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے ساتھ رہنا ہے یا اس مُلّاں کے پیچھے چلنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے زمانے میں ایک جہاد کے دوران ایک نامی پہلوان سے ایک مسلمان مجاہد کا مقابلہ ہوا اور بڑی مشکل کے ساتھ اُس نے بالآخر اُس پہلوان کو زیر کیا اور زیر کر کے جب وہ قتل کرنے لگا تو اُس نے اعلان کیا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اور مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ بھی نہیں کہا۔ پس یہ جو کہتے ہیں کہ نبوّت کی شرط ہے اور نبوّت میں خاتمیّت شامل ہے۔ یہ سب اُوٹ پٹانگ دلیلیں بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو واقعہ میں بیان کر رہا ہوں اس واقعہ میں احادیث سے ثابت ہے کہ اُس نے صرف اتنا کہا تھا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس پر اُس مسلمان مجاہد نے پھر بھی اُس کو قتل کر دیا اور واپس آکر بڑے فخر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے حضور یہ واقعہ پیش کیا کہ یا رسول اللہؐ! آج یہ واقعہ ہوا ہے۔ میں جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے، جان بچانے کے لئے ایسا کر رہا ہے اس لئے میں نے اُسے قتل کر دیا۔ ان کی اپنی روایت ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم اتنے ناراض ہوئے کہ میں نے ساری زندگی میں کبھی آپؐ کو اتنا ناراض نہیں دیکھا۔ بار بار یہ کہتے تھے ھَلَّا شَقَقتَ قَلبَہٗ، ھَلَّا شَقَقتَ قَلبَہٗ۔ او بدنصیب تُو نے دل پھاڑ کر کیوں نہیں دیکھ لیا کہ اس کے دل میں اسلام تھا کہ نہیں تھا۔ آپؐ نے اتنی بار یہ کہا کہ میں نے حسرت کی کہ کاش اب یہ کہنا بند کر دیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اُس مجاہد نے کہا میں نے حسرت سے اس بات کی خواہش کی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی ایسی شدید ناراضگی تو مجھے نہ دیکھنی پڑتی اور پھر ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم نے اس بات کو سُن کر یہ بھی فرمایا کہ تو قیامت کے دن کیا جواب دے گا جب اُس شخص کا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ گواہ بن کر تیرے سامنے گواہ بن کر کھڑا ہو جائے گا جسے تُو نے قتل کیا ہے کیونکہ تُو نے ایک ایسے بندے کو قتل کیا ہے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ رہا تھا اور تُو نے اُسے تسلیم نہیں کیا۔ احمدی تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ کا ورد کرتے ہیں اور یہ کلمہ اُن کا وردِ جان ہے۔ اس کلمہ کی خاطر احمدی جان و مال

باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر ملاحظہ فرمائیں

تبلیغی میدان میں تائید الٰہی

کے

ایمان افروز واقعات

محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

تبلیغ وہ مقدس ترین فریضہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کے محبوب ترین بندوں یعنی انبیاء کرام کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سُنّت جہاں فریضۂ تبلیغ کی اہمیت وعظمت کو ثابت کرتی ہے وہاں اس بات کو واضح کرتی ہے کہ انبیائے کرام ہی اس عظیم ذمہ داری کے حقیقی علمبردار اور اس امانت فریضۂ تبلیغ کے سچے امین ہوتے ہیں۔ ان کی مقدس زندگیوں کا ایک ایک لمحہ اس فریضہ کی بجا آوری اور اس راہ میں جانثاری میں گذرتا ہے۔ وہ اپنی جان کو بے دریغ ہلاکتوں کے منہ میں دھکیل دیتے ہیں اور اس راہ میں ہر مشکل اور ہر مصیبت کو کمال خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں۔ سُنّت مستمرہ کے مطابق انبیائے کرام کو مظالم اور آزمائشوں کی خار دار وادیوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ لیکن جو چیز ان کی زندگیوں کا نمایاں ترین عنوان بن کر ابھرتی ہے وہ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت ہے۔

اگرچہ یہ موضوع ایک بحرِ بیکراں ہے اور پھر واقعات کی عظمت اور گہرائی اتنی ہے کہ ایک مستقل بیان کی متقاضی ہے تاہم میرے لیے ناممکن ہے کہ اس مقدس گلستان سے چند پھول چُنے بغیر آگے گذر سکوں۔

تاریخِ انبیاء پر ایک سرسری نظر کرنے سے بھی یہ حقیقت ذہنوں پر خوب واضح ہو جاتی ہے کہ خدائی تائید ونصرت کے تابناک جلوے، مخالفت اور مظالم کی ہر تاریک راہ کو منور کرتے رہے اور ان ایمان افروز تجلّیات کی روشنی میں انبیائے کرام ہمیشہ اپنے مقصدِ بعثت سے ہمکنار ہوتے رہے۔ مخالفت کی شدید آندھیوں میں جو چیز ان کے دلوں کو ایمان ویقین عطا کرتی اور ان کو ثباتِ قدم اور جرأتِ رندانہ بخشتی ہے وہ خدائے قادر وتوانا کا یہ ازلی وعدہ ہے کہ

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ

خدا تعالیٰ کی یہ حتمی تقدیر ہے کہ انجام کار اس کی تقدیر اور اس کے فرستادہ رسول ہی غلبہ حاصل کریں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ غلبہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے بغیر ممکن نہیں۔ تاریخ انبیاء اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ تائید ونصرت الٰہی کا ابرِ رحمت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں پر سایہ فگن رہتا ہے۔ ان کی زندگی اول وآخر تائید الٰہی سے عبارت ہوتی ہے اور اسی تائید کے سایہ میں وہ اپنے مقصدِ بعثت کو بتمام وکمال حاصل کرتے ہیں۔ چونکہ انبیاء کرام کا وجود مجسّم تبلیغ اور مجسّم تائیدِ الٰہی کا مظہر ہوتا ہے اس لیے میں انبیاء کرام ہی کی چند مثالوں سے اس مضمون کا آغاز کرتا ہوں

حضرت نوح علیہ السلام کے دشمن طوفانِ نوح کا شکار ہوئے اور ان کے سچے متبعین کو خدا تعالیٰ نے ایک عظیم کشتی کے ذریعہ محفوظ و مامون رکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف نمرود نے زور آزمائی کی۔ دلائل کے میدان میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اسے ایسا لاجواب وساکت کیا کہ متکبّر نمرود کلیتہً مبہوط ہو کر رہ گیا۔ اپنی طاقت کے نشہ میں اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلا کر حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید ونصرت کا کچھ ایسا کرشمہ دکھایا کہ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے ہلاکت کی بجائے ٹھنڈک اور سلامتی کا پیغام بن گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے موت کے کنویں سے نجات بخشی اور زنانِ مصر کے ناپاک حملوں سے محفوظ رکھتے ہوئے عزت کے ساتھ صاحبِ اقتدار بنا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ فرعون سے ہوا۔ اس نے آپ کو ایک جادوگر سمجھتے ہوئے اپنے ماہر جادوگروں سے مقابلہ کروا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ایک ضرب نے جادوگروں کے سب طلسمات کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ خدا کے پیارے بندے موسیٰ کے مقابل پر نہ قارون کے خزانے کچھ کام آئے اور نہ ہامان کے لاؤ لشکر۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہلاک کرنے کی نیت سے آپ کا تعاقب کیا تو خدا تعالیٰ نے اپنی طاقت وقوت اور تائید ونصرت کا یہ نشان دکھایا کہ جس فرعون نے بلند و بالا عمارتوں پر چڑھ کر انکارِ باری تعالیٰ کا نعرہ بلند کیا تھا اسے خدا تعالیٰ نے سمندر میں غرق کر کے پانی کی گہرائیوں میں اپنی ہستی کا ثبوت دے دیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید ونصرت کا یہ معجزہ عطا فرمایا کہ مچھلی کے پیٹ سے زندہ وسلامت باہر نکل آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید ونصرت کا معجزہ اس رنگ میں دکھایا کہ جب مخالفین نے آپ کو صلیب پر لٹکا کر مارنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپؑ کو اس صلیبی موت سے محفوظ رکھا اور دشمنوں کی سب کوششوں کو ناکام بنا کر رکھ دیا۔

ہمارے آقا ومولیٰ، خاتم الانبیاء، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت دور آیا تو خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگی۔ تبلیغی میدان میں جو مشکلات اور مصائب آپ کو پیش آئے وہ انتہائی شدید اور زہرہ گداز تھے لیکن زندگی کے ہر مرحلہ پر اور ہر نازک موڑ پر اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو اپنی تائید ونصرت اور حفاظت سے نوازا وہ بھی عدیم المثال ہے۔

مکّہ کے دُرِّیتیم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدائی اِذن سے توحید کا علم اٹھایا تو رؤسائے مکہ نے اس سے عمومی طور پر رُوگردانی اختیار کی اور مخالفت پر تُل پڑے

خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کو ایک لمحہ بھی یکہ و تنہا نہیں رہنے دیا۔ فوراً ہی جانثار صحابہ کی ایک مٹھی بھر جماعت عطا فرما دی جنہوں نے ثبات قدم اور فدائیت کی ایک بے مثال تاریخ اپنے نیک نمونہ سے رقم کی۔ حضرت ابوطالب کی کفالت ختم ہونے کے بعد حالات نے بہت شدت اختیار کرلی۔ شعب ابی طالب میں محصور ہونے کا دَور آیا خدا تعالیٰ نے غیر معمولی برداشت اور صبر عطا فرما کر اپنی تائید کا ثبوت دیا کہ ابتلاؤں سے گذرنا بھی سنت انبیاءؑ ہے۔ طائف کا واقعہ بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ مظالم اپنی انتہا کو پہنچے لیکن تائیدِ الٰہی کا سلسلہ برابر جاری رہا اور جانثار صحابہ کی جماعت میں تدریج اضافہ ہوتا گیا۔ ہجرتِ مدینہ کا موقع آیا تو کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کے جلوے دکھائے۔ دشمنوں کی آنکھوں میں دُھول ڈالتے ہوئے بحفاظت گھر سے روانہ ہوئے۔ دشمن تعاقب کرتے ہوئے غار کے دروازہ پر پہنچ گیا، پھر بھی پکڑنے پر قادر نہ ہو سکا۔ انعام کی لالچ میں سراقہ بن مالک نے تعاقب کیا اور بار بار ناکام ہوا اور بالآخر مطیع ہو کر قدموں میں گر پڑا۔ مدینہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ نے جو عزّت اور عظمت عطا فرمائی وہ بے مثال ہے۔ جس کو مکہ والوں نے نکلنے پر مجبور کیا مدینہ کے سب قبائل نے عملاً اس کو اپنا سردار تسلیم کرلیا۔ انصارِ مدینہ کی فدائیت اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا زندہ ثبوت بن کر ابھری۔ میدانِ بدر کے ایک خیمہ میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی متضرعانہ دعاؤں نے میدانِ جنگ کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ مٹھی بھر کنکروں نے آندھی کی صورت اختیار کرلی اور ۳۱۳ صحابہ نے ایک ہزار کے مسلح لشکر کو ایسی عبرتناک شکست دی کہ دنیا آج تک محوِ حیرت ہے۔ اُحد کے میدان کی بات ہو یا غزوۂ احزاب کی، اجتماعی مقابلہ کی صورت ہو یا انفرادی مقابلہ کی، ہر موقع پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے ساتھ قدم بہ قدم چلتی دکھائی دیتی ہے۔ آپ کو اکیلا پا کر تلوار سونتنے والا دشمن آپ کی متوکلانہ آواز سن کر تھر تھر کانپتا ہوا آپ کے قدموں پر گر پڑتا ہے۔

ایک مظلوم کا حق دلانے کی خاطر جب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کے مکان پر جاتے ہیں تو شدید ترین معاند اسلام جو اپنی مجالس میں اپنی جرأت اور بے باکی پر اترایا کرتا تھا فوراً اس مظلوم کا حق ادا کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا اسے یہ نظارہ دکھایا کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں خونخوار اُونٹ دکھائی دیے جو اس پر حملہ کرنے کو تیار تھے۔

ایک یہودی عورت نے آپؐ کے کھانے میں زہر ملایا تو علیم و خبیر خدا نے آپؐ کو اس کی اطلاع کردی اور شر سے محفوظ رکھا۔ وہ مقدس وجود جو نہایت کسمپرسی کی حالت میں مکّہ سے نکلا تھا اسے زمین و آسمان کے مالک، قادر و توانا خدا نے ایک فاتح کی حیثیت میں دوبارہ مکہ میں واپس لا کر اپنی تائید و نصرت کا ایک عظیم جلوہ دکھایا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر لاکھوں صحابہ کا اجتماع کس قدر ایمان افروز تھا۔ وہ جو ابتداء میں اکیلا تھا اسے خدائی تائید و نصرت نے لاکھوں جانثاروں کا محبوب ترین آقا بنا دیا۔ کس کس بات کا ذکر کیا جائے حق یہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور غیر معمولی اعانت کے سایہ میں گزرا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آپؐ کی حیاتِ طیّبہ میں تائید و نصرت کے ان ایمان افروز جلووں نے اپنی معراج کو پالیا۔

اس ایمان افروز وادی سے جلدی جلدی گذرنے کے بعد اب میں چند ایسے واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو انبیاءِ کرام کے مقدس اسوہ پر چلنے والے داعیان الی اللہ کی زندگیوں میں پیش آئے۔ واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جو شخص بھی میدانِ تبلیغ میں اُترتا ہے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سایہ ہمیشہ اس کے سر پر ہوتا ہے اور اس کے شیریں ثمرات سے اس کا دامن ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔

واقعات کے بیان سے پہلے ایک دو اصولی باتوں کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ______ (المؤمن: ۵۲)

یقیناً ہم اپنے فرستادہ رسولوں اور ان کی دعوت پر ایمان لانے والے مومنوں کی اس دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں اور یہ نعمت انہیں آخرت میں بھی نصیب رہے گی۔

اس آیت کریمہ میں یہ مضمون واضح طور پر نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف اپنے رسولوں کی مدد اور نصرت فرماتا ہے کہ وہ اس کے نمائندے اور اس کے پیغام کے علمبردار ہوتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یہ وعدہ ان سب لوگوں سے بھی وابستہ ہے جو نبی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایمان کے سب تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور انبیائے کرام کے مبارک اسوہ پر چلتے ہوئے دعوتِ الی اللہ کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی راہوں کی پیروی کرتے ہوئے اپنے آپ کو تبلیغ کے لیے وقف کر دیتا ہے وہ بھی یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کے پیار بھرے سلوک کا مورد بن جاتا ہے۔

تبلیغی میدان میں تائیدِ الٰہی کا مضمون اپنے اندر بے انتہا تنوّع اور وسعت اور گہرائی رکھتا ہے۔ اس اجمال کی کسی قدر تفصیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اردو اشعار میں ملتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طُوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

حقیقت یہ ہے کہ تائیدِ الٰہی اور نصرت باری تعالیٰ کے جلووں کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کریمی کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ کے مطابق دعوت الی اللہ کرنے والوں کو ہر روز اپنی تائید و نصرت کا ایک نیا جلوہ دکھاتا ہے یہ خدائی نصرت ہر روز ایک نیا رنگ اختیار کرتی ہے۔ نئے سے نئے انداز میں ابھرتی اور جلوہ گر ہوتی ہے۔ کبھی داعی الی اللہ کی دعاؤں کی غیر معمولی قبولیت کا جلوہ نظر آتا ہے تو کبھی دشمنوں سے معجزانہ بچاؤ کا نظارہ۔ کبھی میدانِ تبلیغ میں غیر معمولی علمی تائید و تاثیر کی تجلّی نظر آتی ہے اور کبھی اشد ترین مخالفین کے دلوں میں یکایک پاک تبدیلی کا ظہور۔ کبھی پیار کا یہ جلوہ نظر آتا ہے کہ خدا خود معلم بن کر مؤثر جوابات سکھاتا اور غیر معمولی کامیابیوں سے نوازتا ہے اور کبھی قہرِ الٰہی کا یہ نظارہ سامنے آتا ہے کہ حق کے متکبر مخالفین پر ایسی خدائی گرفت آتی ہے کہ دوسروں کے لیے نشانِ عبرت بن جاتی ہے۔ قدم قدم پر داعی الی اللہ کی تائید میں غیر معمولی نشانات اور معجزات کا ظہور اس حقیقت کو

ثابت کرتا چلا جاتا ہے کہ یہ وہ وجود ہے جو خدا تعالیٰ کو پیارا ہے اور زمین و آسمان کا خدا خود اس کا معین و مددگار رہے۔

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یہ فیضان زمان و مکان کی قید سے بالا ہے ہر زمانہ میں اور ہر جگہ یہ مضمون جاری و ساری نظر آتا ہے۔ یورپ کے مرغزار ہوں یا افریقہ کے جنگلات، عظیم الشان وسیع ممالک ہوں یا وسیع سمندر میں نقطوں کی مانند نظر آنے والے چھوٹے چھوٹے جزائر۔ ہر جگہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ایمان افروز نظارے اس کے حیّ و قیوم اور قادر و توانا ہونے کا زندہ ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ربّ العالمین کے اس فیضانِ عام سے ہر قوم فیضیاب ہوتی ہے اور کوئی زمانہ ان برکات سے محروم نہیں۔ ہمارے اس دورِ آخرین میں جو دراصل ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت زمانہ ہے' اللہ تعالیٰ نے اسلام کے نشاۃ ثانیہ کی بنیاد رکھ کر ان نظاروں کو پھر سے زندہ کر دیا ہے جن کی جھلک ہمیں انبیائے کرام کی زندگیوں میں نظر آتی ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آپ کے خلفائے عظام' صحابہ کرام اور مخلص داعیان الی اللہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ایک بار پھر اس فیضان کو جاری کر کے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام پرانے قصوں پر مبنی فرسودہ مذہب نہیں بلکہ ایسا زندہ جاوید شجرۂ طیبہ ہے جس کے شیریں ثمرات ہر زمانہ میں عطا کیے جاتے ہیں اور ہر قوم اس سے برکت پاتی ہے۔ آئیے اب ذرا واقعات کی دنیا میں اتر کر میدانِ تبلیغ میں تائیدِ الٰہی کے ایمان افروز جلووں کا مشاہدہ کریں۔

تبلیغ دراصل لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا نام ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ دراصل خود خدا کا کام ہے اور سچی بات یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کی برکت شامل نہ ہو اس میدان میں ہرگز کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ کامیابی نصیب ہوتی ہے تو اس کی اصل اور بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ ایک داعی الی اللہ کا معین و مددگار بن کر اس کے راستہ کی سب مشکلات کو دُور فرماتا ہے اور خود لوگوں کے دلوں میں سچائی کو نقش فرما دیتا ہے۔ تائیدِ الٰہی کا یہ پہلو جو رؤیا و کشوف اور خوابوں کے ذریعہ راہِ حق دکھانے سے متعلق ہے متلاشیانِ حق کی دستگیری کا ایک قطعی اور یقینی ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کی اس تائید کے مظاہر تاریخ احمدیت میں اس کثرت سے ملتے ہیں کہ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو اس برکت سے محروم رہا ہو۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبشر مرحوم کی کتب بشاراتِ رحمانیہ حصہ اول و دوم اور کئی اور کتب ایمان افروز واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ واقعات کے اس سمندر سے میں صرف ایک واقعہ بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

مغربی افریقہ کے سب سے پہلے احمدی مبلغ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر ایک روز نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس کی مرکزی مسجد میں تشریف لے گئے یہ ۱۹۲۱ء کی بات ہے۔ حاضرینِ مجلس میں سے ایک نے کہا کہ مسجد کے ایک سابق امام ALPHA AYANMO نے اپنی وفات سے قبل اپنا یہ خواب سُنایا تھا کہ انہوں نے خواب میں حضرت امام مہدی کی زیارت کی اور انہوں نے بتایا کہ وہ خود تو اس ملک میں نہ آسکیں گے مگر آپ کا ایک مرید یہاں پہنچ کر مسلمانوں کی ہدایت کا موجب بنے گا۔ مسجد میں موجود سب حاضرین نے یک زبان ہوکر اس بات کی تصدیق کی۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر جنہیں حضرت مسیح پاکؑ کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہے' فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر اور اپنی خوش بختی کا تصور کر کے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس واقعہ سے اگلے روز مسجد کے دو نمائندے آپ کے پاس آئے کہ ان کی ساری جماعت احمدیت میں داخل ہونا چاہتی ہے چنانچہ آپ نے اس فرقہ کے چیف امام اور ۴۰ نمائندگان کو بلوا بھیجا کہ وہ سب کی طرف سے بطور نمائندہ بیعت کریں۔ اس طرح ایک روز میں اس فرقہ کے سارے افراد جن کی تعداد دس ہزار تھی بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔

میدانِ تبلیغ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک جلوہ غیر معمولی رنگ میں معجزانہ شفایابی سے تعلق رکھتا ہے۔ خود داعی الی اللہ بھی اس برکت سے حصہ پاتا ہے اور جب اسلام و احمدیت کی صداقت کو درمیان میں لاتے ہوئے اس حوالہ سے غیروں کی طرف سے شفایابی کا مطالبہ یا مومنوں کی طرف سے شفایابی کی التجا ہو تو اللہ تعالیٰ جو شافیٔ مطلق ہے اظہارِ حق کے لیے شفایابی کا جلوہ دکھاتا ہے۔ اس تعلق میں اتنے واقعات ہیں جو ایک سے ایک بڑھ کر ہے اور انتخاب مشکل ہو جاتا ہے۔ بطور نمونہ تین واقعات پیش کرتا ہوں۔

حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب مہر سنگھ ایک دفعہ اتنے شدید بیمار ہوئے کہ آپ کے زندہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ آپ نے اپنے بیوی بچوں کی طرف نظر کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اے اللہ! تو ہر چیز پر قادر ہے مجھ جیسے مُردہ انسان کو از سرِ نو زندہ کرنا تیری قدرت میں ہے۔ میرے اہل و عیال کو ابھی میری زندگی کی ضرورت ہے۔ ان کی پرورش میرے ذمہ ہے تو اپنے فضل سے مجھے صحت عطا فرما۔ میں عہد کرتا ہوں کہ میں تبلیغ میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس انداز میں دعا کی اور تبلیغ کرنے کا وعدہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کو زندگی عطا فرمائی۔

بنگلہ دیش کے ایک دوست نے بیان کیا کہ ایک غیر از جماعت کو جماعت کا لٹریچر پڑھ پڑھ کر آہستہ آہستہ جماعت سے وابستگی ہونے لگی وہ شوق سے ہمارا لٹریچر پڑھنے لگے۔ اس دوران ان کو آنکھوں کی ایسی بیماری لاحق ہو گئی کہ ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ تمہاری آنکھوں کا نور جاتا رہے گا۔ یہ بات جب اس کے دوسرے غیر از جماعت دوستوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے طعن و تشنیع شروع کر دی اور کہنے لگے اور پڑھو احمدیت کی کتابیں۔ یہ احمدیت کی کتابیں ہی ہیں جن کو پڑھ کر تمہاری آنکھوں میں جہنم داخل ہو رہی ہے اور اس نے تمہارے نور کو خاکستر کر دیا ہے۔ یہ ان کتابوں کو پڑھنے کی سزا ہے جو تمہیں مل رہی ہے

اس غیر احمدی دوست نے اپنی اس بیماری کا ذکر بڑی بے قراری سے اپنے احمدی دوست سے کیا۔ احمدی دوست نے کہا تم بالکل مطمئن رہو۔ تم بھی دعائیں کرو۔ میں بھی دعا کرتا ہوں اور امام جماعت احمدیہ کو بھی دعا کے لیے لکھتا ہوں اور پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تم پر فضل فرماتا ہے۔ چنانچہ وہ احمدی دوست بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے چند دن کے اندر اندر ان کے دوست کی آنکھوں کی کایا پلٹنی شروع ہو گئی اور دیکھتے دیکھتے سب نور واپس آ گیا۔ جب دوسری مرتبہ ڈاکٹر کو دکھانے گئے تو اس نے کہا کہ اس خطرناک بیماری کا اب کوئی بھی نشان باقی نہیں رہا!

اس ضمن میں تیسرا واقعہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کا بیان کرتا ہوں۔ آپ کی زندگی کے ایمان افروز حالات "حیاتِ قدسی" کی پانچ جلدوں میں محفوظ ہیں۔ آپ کی ساری زندگی تبلیغ میں اور اس کی برکتوں کے سایہ میں گذری اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیتِ دعا کا خاص اعجاز عطا فرمایا تھا۔ آپ

نے فرمایا :

"فیضانِ ایزدی نے ... تبلیغ احمدیت کی برکت سے میرے اندر ایک روحانی کیفیت پیدا کردی تھی کہ بعض اوقات جو کلمہ بھی میں منہ سے نکالتا تھا اور مریضوں اور حاجت مندوں کے لیے دعا کرتا تھا مولیٰ کریم اسی وقت میرے معروضات کو شرف قبولیت بخش کر لوگوں کی مشکل کشائی فرمادیتا تھا۔"

ایک بار ایک گاؤں مکھنا نوالی میں ایک تبلیغی جلسہ میں آپ نے خطاب فرمایا اور صداقت احمدیت کی دلیل کے طور پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات اور نشانات کا خاص طور پر ذکر کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کامیاب جلسہ کے بعد جب ہم نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں آئے تو ہمارے پیچھے پیچھے گاؤں کے دو ماچھی بھی آگئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ مہدی اور مسیح کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے مگر نور اور دمّن اتنا بھی نہیں کہ کوئی کرامت دکھا سکیں۔ اس نے کہا کہ میرا بھائی قریباً ڈیڑھ سال سے ہچکی کے مرض میں مبتلا ہے۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر احمدیت سچی ہے تو اس کا کچھ اثر دکھائیں تا دنیا دیکھ لے کہ احمدی اور غیر احمدی لوگوں میں کیا فرق ہے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر خاص کیفیت عطا فرمائی اور میں نے کہا کہ اچھا یہ بات ہے تو لاؤ کہاں ہے تمہارا مریض۔ چنانچہ اس شخص نے اپنے بھائی کو جو پاس ہی بیٹھا کراہ رہا تھا میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ حضرت مولانا راجیکیؓ صاحب کے اپنے الفاظ میں سنیے، فرمایا :-

"اس مریض کا میرے سامنے آنا ہی تھا کہ میں نے ایک غیبی طاقت اور رُوحانی اقتدار اپنے اندر محسوس کیا اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میں اس مرض کے ازالہ کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعجاز نما قدرت رکھتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت میں نے اس مریض کو کہا کہ تم میرے سامنے ایک پہلو پر لیٹ جاؤ اور تین چار منٹ تک جلد جلد سانس لینا شروع کر دو۔ یہ بات میں نے ایک الہامی تحریک سے اسے کہی تھی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اس کے بعد میں نے اسے اٹھنے کے لیے کہا۔ جب وہ اٹھا تو اس کی ہچکی بالکل نہ تھی! اس کرامت کو جب تمام حاضرین نے دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئے اور وہ دونوں بھائی بلند آواز سے کہنے لگے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب واقعی سچے ہیں، اور ان کی برکت کے نشان واقعی نرالے ہیں۔"

میدان تبلیغ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے جلووں کی کوئی انتہا نہیں۔ نئے سے نئے انداز میں خدائی نصرت دستگیری کرتی اور اس راہ کی ہر مشکل کو آسان بناتی جاتی ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں انگلستان آرہا تھا تو فرانس میں سے گذرنے کے لیے جس قدر رقم کی ضرورت تھی اس میں دو پونڈ کی کمی تھی۔ میں نے سوچا کہ کسی سے قرض لے لوں لیکن جہاز میں میرا کوئی شناسا نہ تھا۔ جب بالکل مایوس ہو گیا تو میں نے اس رنگ میں دعا کی کہ اے زمین و آسمان کے مالک! اے خشکی و تری کے خالق! تو ہر چیز پر قادر ہے اور تجھے ہر طاقت اور قدرت حاصل ہے۔ میں تبلیغ کی راہ میں نکلا ہوں اور تو جانتا ہے کہ اس وقت مجھے دو پاؤنڈ کی شدید ضرورت ہے پس تو یہ دو پاؤنڈ دے دے، خواہ آسمان سے گرا یا سمندر سے نکال لیکن دے ضرور۔ دعا کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ضرورت پوری ہوگی لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ بالکل اجنبی جگہ اور اجنبی آدمیوں میں یہ دو پاؤنڈ کیسے ملیں گے؟ خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ جہاز چلتے چلتے اچانک ایک ایسی جگہ رک گیا جہاں رکنے کا ہرگز کوئی پروگرام نہ تھا۔ میں نے جہاز سے اتر کر خشکی پر جانے کا ارادہ کیا کہ شائد کسی احمدی سے ملاقات ہو جائے لیکن اجازت نہ ملی۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھا کہ ایک کشتی جہاز کی طرف آرہی ہے۔ اس کشتی پر ایک احمدی دوست حاجی عبدالکریم صاحب تھے۔ انہیں کسی ذریعہ سے میرے انگلستان جانے کا علم ہو گیا تھا۔ ملاقات کے بعد واپس جانے لگے تو دو پاؤنڈ میری جیب میں ڈالتے ہوئے کہنے لگے :

"مجھے آپ کے لیے مٹھائی لانی چاہیئے تھی مگر مجھے تو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ جہاز یہاں ٹھہرے گا۔ اس لیے یہ دو پاؤنڈ مٹھائی کے لیے رکھ لیں۔"

اس واقعہ میں سوال دو پاؤنڈ کا نہیں۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ایک مجاہد فی سبیل اللہ کی جو ضرورت تھی وہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح معجزانہ رنگ میں پوری کی اور غیب سے اس کے سامان مہیا فرما دیے۔

تبلیغ کے راستہ کی روکوں کو اللہ تعالیٰ کس طرح دور فرماتا ہے، اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک عجیب نظارہ ابھی حال ہی میں گوئٹے مالا میں دیکھنے میں آیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وہاں پر احمدیہ مسجد کے قریب تعمیر ہونے والے پہلے احمدیہ کلینک کا افتتاح فرمایا۔ وہاں سے آنے والے ایک دوست نے یہ دلچسپ واقعہ سنایا کہ تبلیغ اور خدمتِ خلق کی غرض سے تعمیر ہونے والے اس کلینک کی راہ میں یہ روک تھی کہ اس قطعۂ زمین کا مالک وہ زمین احمدیہ جماعت کے ہاتھ بیچنے کے لیے تیار نہیں ہوتا تھا اس کا کہنا یہ تھا کہ میں اس زمین پر ایک ڈسکو DISCO بنانا چاہتا ہوں جبکہ مسجد کے قریب ہونے کی وجہ سے جماعت اس زمین کو ہر قیمت پر لینا چاہتی تھی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ مالکِ زمین کو بخار ہو گیا۔ جماعت نے رابطہ کیا لیکن وہ انکار پر مصر رہا۔ اس پر اس کا بخار اور تیز ہو گیا۔ جماعت نے قیمت بڑھا کر پیشکش کی لیکن وہ پھر بھی راضی نہ ہوا۔ ہر بار اس کے انکار پر اس کا بخار زیادہ ہو جاتا رہا۔ حتیٰ کہ جب اس کو موت سامنے دکھائی دینے لگی تو بالآخر مجبور ہو کر وہ زمین فروخت کرنے پر راضی ہو گیا۔ جماعت نے زمین خرید کر اس پر کلینک تعمیر کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کو بھی بخار سے شفا مل گئی۔

مکرم ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب مرحوم تبلیغ کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے دن رات تبلیغ کرتے اور اس دوران باقی ہر چیز کو کلیتہً بھول جاتے۔ اس محویت کے ضمن میں ان کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں حاجیوں کے ایک جہاز پر بطور ڈاکٹر ملازم تھا۔ واپسی سفر پر جب جہاز عدن پہنچا تو میں تبلیغ کے شوق میں اِدھر اُدھر نکل گیا اور تبلیغ میں ایسا محو ہو گیا کہ جہاز کی روانگی کے وقت کا خیال تک نہ رہا۔ تبلیغ سے فارغ ہو کر واپس آیا تو دیکھا کہ جہاز تو روانہ ہو چکا ہے۔ یہ دیکھ کر میں سخت گھبرا گیا۔ حالت یہ تھی کہ ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ دِل میں سوچتا کہ جہاز والے کیا کہیں گے اگر کوئی مسافر مرگیا تو مجھ پر قانونی گرفت ہو سکتی ہے۔ اس پریشانی

باقی صفحہ نمبر ۳۸ پر ملاحظہ فرمائیں

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ
یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا (احزاب آیت ۲۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عائلی زندگی

مَدَحۡتُ اِمَامَ الۡاَنۡبِیَاءِ وَاِنَّہٗ | لَاَرۡفَعُ مِنۡ مَدۡحِیۡ وَاَعۡلٰی وَاَکۡبَرُ
وَصَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا اَیُّہَا الۡوَرٰی | وَزُوۡرُوۡا لَہٗ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُوۡجَرُوۡا

محترم ڈاکٹر محمد جلال شمس - مربی سلسلہ ہمبرگ

خدائے بزرگ و برتر جلّ شانہٗ کی قدیم سے یہ سنّت ہے کہ جب بھی دنیا راہ راست سے بھٹک کر تاریکی اور ظلمات کا شکار ہو جاتی ہے، ان کی ہدایت کے لئے آسمان سے ایک نور نازل ہوتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی مقدس بندہ سراپا نور بن کر اور انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے نورانی احکامات لے کر مبعوث ہوتا ہے۔ یہ مقدس سلسلہ حضرت آدم علیہ السّلام سے شروع ہؤا اور آپ کے بعد اللہ تعالیٰ کے انبیاء وقتاً فوقتاً انسانوں کی راہنمائی کے لئے مبعوث ہوتے رہے۔ وہ سب نورِ الٰہی کے مظہر تھے لیکن خدا تعالیٰ کے انوار کا سب سے کامل اور اعلیٰ اور اتم ظہور، سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات بابرکات کے ذریعہ ہوا۔ یہ وہ محبوب خدا ہے جسے خاتم النّبیّین کے شاہانہ خطاب سے نوازا گیا۔ جسے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا گیا اور جسے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا۔ آپؐ کی مقدّس زندگی کا ہر پہلو درخشاں ہے۔ آپؐ کی ہر حرکت بے مثال ہے۔ آپؐ کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، غرضیکہ آپؐ کی حیاتِ طیّبہ کا لمحہ بے نظیر ہے۔

عائلی زندگی سے مراد وہ تمام امور ہیں جو آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں یا اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ آنحضورؐ کا تعلق اپنے بڑوں کے ساتھ کیسا تھا؟ آپؐ کی گھریلو زندگی کیسی تھی؟ ازواج مطہرات کے ساتھ آپؐ کا کیا سلوک تھا؟ اپنی اولاد پر آنحضورؐ کس طرح شفقت و محبّت فرماتے تھے؟ نوکروں اور غلاموں کی کس طرح دلداری فرماتے تھے؟ گھر میں آنحضورؐ کے اوقات کس طرح بسر ہوتے تھے؟ یہ وہ امور ہیں جن کے بارہ میں اس عاجز نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بوستانِ حیات ہیں سے چند پھول چنے جنہیں قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اس درّ یتیم کی پرورش آپ کے چچا ابوطالب کے گھر میں ہوئی۔ آپ آنحضورؐ کے لئے بمنزلہ باپ کے تھے۔ آپ کو آنحضورؐ کے ساتھ بے حد پیار تھا۔ حتیٰ کہ اپنے بچوں سے بھی زیادہ آنحضورؐ کے ساتھ محبّت کرتے۔ آپ کے بچوں کو بھی آپ کی شاہ نشین تک پہنچنے کی اجازت نہ تھی لیکن آنحضورؐ کے ساتھ حضرت ابوطالب کا سلوک استثنائی رنگ کا تھا۔ آپ آنحضورؐ کو گود میں اٹھا لیتے اور شاہ نشین پر بٹھاتے۔ جب کوئی چیز بچوّں میں تقسیم کی جاتی تو آپ اپنی اہلیہ سے کہتے کہ میرے بیٹے محمد کو بھی دو۔ حضرت ابوطالب اگرچہ زبان سے آنحضورؐ پر ایمان نہ لائے تھے لیکن دل سے آپ کی صداقت کے قائل تھے۔ آپ نے آخر دم تک حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ساتھ دیا۔ اور اس راہ میں ہر تکلیف کو خوشی سے برداشت کیا۔ سیرت ابن ہشام میں حضرت ابوطالب کے ایک قصیدہ کا ذکر ہے جو آپ نے شعب ابی طالب میں آنحضورؐ کی شان میں لکھا تھا جس کا ایک شعر یہ ہے:

وَاَبۡیَضُ یُسۡتَسۡقَی الۡغَمَامُ بِوَجۡہِہٖ
ثِمَالُ الۡیَتَامٰی عِصۡمَۃٌ لِّلۡاَرَامِلِ

یعنی یہ میرا وہ چاند ہے جس کے مبارک چہرے کا واسطہ دے کر اگر بارش طلب کی جائے تو بارش برسنے لگتی ہے۔ یہ یتیموں کا سہارا اور بیواؤں کا ملجاء و ماویٰ ہے۔

حضرت ابوطالب نے قریش مکّہ کو چیلنج کیا کہ اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہم پلّہ ایک بھی جوان اُن کے درمیان ہے تو اُسے نکالو۔ آنحضورؐ کو بھی آپ کے ساتھ بے حد محبّت تھی۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آنحضورؐ نے آپ سے خواہش کی ایک بار زبان سے کلمہ شہادت

پڑھ دیں۔ لیکن رؤسائے قریش نے آپ کو باز رکھنے کی کوشش کی۔ بالآخر آپ نے فرمایا دل جس بات کی تصدیق کرتا ہے زبان اس کا اقرار کرنے سے قاصر ہے۔ آپ نے قریش کو نصیحت کی کہ آنحضور کو دکھ دینے سے باز آجائیں۔

(زرقانی جلد ۱)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن حضرت حلیمہؓ کی گود میں بسر ہوا تھا۔ آنحضورؐ کو اپنی رضاعی والدہ سے بے حد محبت اور آپ ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت حلیمہؓ تشریف لائیں۔ آنحضورؐ خوشی سے اُٹھے اور اپنی چادر بچھا کر حضرت حلیمہؓ کو بٹھایا۔ ابولہب کی لونڈی ثُوَیبہ نے بھی آنحضورؐ کو دودھ پلایا تھا۔ آپؐ ساری زندگی ان کی عزت کرتے رہے۔ اور تحائف بھجوا کر اُن کی دلداری فرماتے رہے۔ حضرت علیؓ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد نے اپنے گھر میں آنحضورؐ کی پرورش کی تھی۔ آنحضورؐ کو اُن کے ساتھ بے حد محبت تھی۔ جب اُن کی وفات ہوئی تو آنحضورؐ کی آنکھیں فرطِ غم سے آبدیدہ ہوگئیں اور آپ نے فرمایا: "جزاکِ اللّٰہُ مِنْ اُمٍّ خیرًا لقد کُنْتِ خَیْرَ اُمٍّ" اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین ماں بننے کی بہترین جزاء دے۔ فی الواقع آپ بہترین ماں تھیں۔

(صحیح بخاری کتاب المحاربین)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ازدواجی زندگی کی ابتداء، حضرت اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آنحضورؐ کے عقدِ مبارک سے ہوئی۔ آنحضورؐ کو آپ کے ساتھ بے حد محبت تھی۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ روائت کرتی ہیں کہ:

مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَۃَ وَمَا رَأَیْتُھَا وَلٰکِنْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ ذِکْرَھَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاۃَ ثُمَّ یُقَطِّعُھَا اَعْضَاءً ثُمَّ یَبْعَثُھَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَۃَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَہٗ کَاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ فِی الدُّنْیَا امْرَاَۃٌ اِلَّا خَدِیْجَۃُ فَیَقُوْلُ اِنَّھَا کَانَتْ وَ کَانَتْ وَ کَانَ لِیْ مِنْھَا وَلَدٌ۔

(بخاری کتاب الفضائل باب فضل خدیجہؓ)

یعنی: "مجھے جتنا جوش حضرت خدیجہؓ پر آیا اُتنا آنحضورؐ کی ازواج میں سے اور کسی پر نہیں آیا۔ حالانکہ مَیں نے آپ کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن آنحضورؐ اُن کا بکثرت ذکر فرمایا کرتے تھے۔ بعض اوقات حضور کوئی بھیڑ ذبح کرکے اس کی بوٹیاں بناتے پھر اُسے حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تحفۃً بھجوا دیتے۔ بسا اوقات میں کہتی کہ یوں لگتا ہے جیسے دنیا میں خدیجہؓ کے سوا اور کوئی عورت ہی نہیں ہے۔ اس پر آنحضور فرماتے کہ ہاں وہ ایسی ہی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے اِس سے اولاد بھی تو عطا فرمائی تھی۔"

ایک دفعہ کا ذکر حضرت خدیجہؓ کی چھوٹی بہن حضرت ھالَہؓ آنحضور سے ملنے کے لئے آئیں جب انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آنحضورؐ کو حضرت خدیجہؓ یاد آگئیں اور آپؐ کو بے انتہاء خوشی ہوئی۔ آپ فرطِ محبت سے اٹھے اور آگے بڑھ کر حضرت ھالہؓ کا استقبال کیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ دیکھ کر مجھے جوش آگیا اور مَیں نے کہا۔

"وَمَا تَذْکُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِّنْ عَجَائِزِ قُرَیْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَیْنِ ھَلَکَتْ فِی الدَّھْرِ فَاَبْدَلَکَ اللّٰہُ خَیْرًا مِّنْھَا۔"

(بخاری۔ کتاب الفضائل)

یا رسول اللہ! آپ قریش کی اس بوڑھی عورت کا کیوں اتنا ذکر کرتے ہیں، جس کی کنپٹی کے سفید بال بھی مہندی لگانے کی وجہ سے سُرخ ہو چکے تھے۔ اور جس کو فوت ہوئے بھی زمانہ بیت گیا۔ خدا تعالےٰ نے آپؐ کو اس سے بہتر بیویاں عطا فرما دی ہیں۔

صحیح مسلم کی ایک روائت کے مطابق آنحضورؐ نے فرمایا:۔

"اِنِّیْ قَدْ رُزِقْتُ حُبَّھَا"

یعنی مجھے حضرت خدیجہؓ کی محبت خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔

جنگِ بدر میں جو لوگ قید ہو کر آئے اُن میں آنحضورؐ کے داماد، ابو العاص بھی تھے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ آنحضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ مکہ میں ہی تھیں۔ انہوں نے خاوند کی رہائی کے لئے فدیہ کے طور پر ایک ہار آنحضورؐ کی خدمت میں روانہ کیا۔ آنحضورؐ نے جب وہ دیکھا تو آپ کو یاد آیا کہ یہ ہار تو حضرت خدیجہؓ نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا تھا۔ آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کے بعد وہ ہار واپس کر دیا۔

اِس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہادت بھی ذکر کر دی جائے جو حضرت خدیجہؓ نے آنحضورؐ کی صداقت کے بارہ میں پیش کی۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپؐ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ سے اپنی گھبراہٹ کا ذکر کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے بے ساختہ کہا:۔

"کَلَّا وَاللّٰہِ مَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا۔ اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ۔"

(بخاری باب بدء الوحی)

ہر گز نہیں۔ خدا کی قسم، خدا تعالیٰ کبھی بھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا۔ بلاشبہ آپ صِلہ رحمی کرتے ہیں۔ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ آپ وہ نیکیاں کرتے ہیں جو دُنیا سے غائب ہو چکی ہیں۔ مہمانوازی کرنے والے ہیں۔ مصیبت زدگان کی مدد فرماتے ہیں۔ (یا رسول اللہ خوش ہو جائیے۔ خدا تعالیٰ کس طرح آپ کو ضائع کر سکتا ہے)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق آنحضورؐ نے فرمایا:۔

"خَیْرُ نِسَائِھَا مَرْیَمُ وَخَیْرُ نِسَائِھَا خَدِیْجَۃُ"

یعنی مریمؑ اور خدیجہؓ اپنے اپنے زمانہ کی بہترین عورتیں تھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد شادیاں کیں۔ اپنی ازواج کے ساتھ آنحضورؐ کا جو سلوک تھا وہ آپؐ کے اس ارشاد سے عیاں ہے کہ: "خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ" یعنی تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ بہترین سلوک کرتا ہے اور یاد رکھو کہ اپنے اھل و عیال کے ساتھ حسن سلوک کے لحاظ سے تم سب سے بہتر مَیں ہوں۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفَضِّلُ بَعْضَنَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْقَسْمِ مِنْ مُكْثِهِ عِنْدَنَا وَكَانَ قَلَّ يَوْمٌ إِلَّا وَهُوَ يَطُوْفُ عَلَيْنَا جَمِيْعًا فَيَدْنُوْ مِنْ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيْسٍ حَتَّى يَبْلُغَ إِلَى الَّتِي هُوَ يَوْمُهَا فَيَبِيْتُ عِنْدَهَا (سنن ابی داؤد۔ کتاب النکاح)

یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات میں سے کسی کو کسی دوسری زوجہ پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ آپ ہر روز تمام ازواج کا حال پوچھنے کی خاطر ہر ایک کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور بالآخر جس زوجہ کی باری ہوتی اُس کے ہاں رات بسر فرماتے تھے۔

ایک اور روائت ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہ متعدد کتب میں موجود ہے اس کے مطابق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضورؐ تمام ازواجؓ کے ساتھ ظاہری امور میں یکساں سلوک فرماتے اور خدا تعالیٰ سے یہ دُعا کیا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِيْ فِيْمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ"

اے خدا! جو امور میرے اختیار میں ہیں اُن میں تو تمام ازواج کے ساتھ میرا سلوک یکساں ہے۔ لیکن جو بات میرے اختیار میں نہیں بلکہ تیرے قبضۂ قدرت میں ہے یعنی دلی محبت اُس کے بارہ میں اے خدا مجھے ملامت نہ کرنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔۔۔۔ آنحضرتؐ کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپؐ ایسے خلیق ہیں" (ملفوظات جلد چہارم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی روشنی میں جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عائلی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں بہت ہی حسین نظارہ نظر آتا ہے۔ جس کا خلاصہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیان فرمودہ اس روائت میں بیان ہوا ہے جو مسند احمد حنبلؒ، شمائل ترمذیؒ اور ابن حبانؒ میں مذکور ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

"آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کی چار دیواری میں بہت ہی سادہ انسان کی سی زندگی بسر فرماتے تھے۔ آپؐ اپنے کپڑے دھو لیا کرتے تھے۔ نیز جانوروں کا دودھ بھی دوہ لیتے۔ اپنے کام خود ہی کر لیتے۔ کپڑوں کو خود ہی ٹانکہ لگا لیا کرتے تھے اور اپنے جوتوں کی مرمت بھی خود فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ اگر کوئی بالٹی ٹوٹ جاتی تو اُسے بھی خود اپنے دست مبارک سے ٹھیک کر لیا کرتے تھے۔"

صحیح بخاریؒ اور صحیح مسلمؒ کی ایک روائت میں یہ ذکر بھی ہے کہ "آنحضورؐ نے کبھی کسی کھانے کو بُرا نہیں کہا۔ اگر آپؐ کو کھانا پسند ہوتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔"

یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ شہنشاہِ دوجہاں اور آپ کے اہل خانہ کی زندگی انتہائی سادہ تھی۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں آنحضورؐ کے گھر والوں نے آنحضورؐ کی وفات تک کبھی بھی لگاتار تین دن گندم کی روٹی نہیں کھائی۔ ایک روائت میں ذکر ہے کہ آنحضور کے دسترخوان پر صبح اور شام کے کھانوں میں کبھی بھی گوشت اور روٹی دونوں اکٹھے موجود نہیں ہوتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کی خدمت میں جب پہلی بار، نرم اور باریک آٹے کا پھلکا پیش کیا گیا تو آپ رونے لگیں اور فرمایا کہ آنحضورؐ کی زندگی میں ہم جَو کے موٹے آٹے کی روٹیاں پکا کر آپؐ کی خدمت میں پیش کیا کرتی تھیں کیونکہ اس وقت نرم آٹا میسر نہیں تھا۔ بعض اوقات پورا مہینہ گزر جاتا تھا لیکن گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ ہم لوگ کھجور اور پانی پر گزارا کیا کرتے تھے۔ اِسی حالت میں آنحضورؐ کی وفات ہوئی۔"

ایک دفعہ کچھ اصحاب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے گھر میں بیٹھے تھے۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو گوشت اور روٹی پر مشتمل کھانا آیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے رونا شروع کر دیا۔ جب سبب پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا: مجھے آنحضورؐ کا زمانہ یاد آگیا۔ آنحضورؐ نے اپنی وفات تک کبھی پیٹ بھر کر جَو کی سخت روٹی بھی نہیں کھائی تھی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضورؐ کی وفات ہوئی تو گھر میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جسے کھا کر ایک انسان اپنا پیٹ بھر سکے۔ البتہ میری الماری میں تھوڑے سے ستّو پڑے تھے۔ میں لمبا عرصہ کھاتی رہی لیکن وہ ختم نہ ہوئے۔ بالآخر ایک دن میں نے ان کو تولا تو وہ ختم ہوگئے۔

مدنی دور میں جب خوشحالی کا دور دورہ تھا، آنحضورؐ کی ازواجؓ نے آپؐ سے گذارش کی کہ اس تنگدستی کا کچھ ازالہ فرمائیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(سورۃ احزاب آیت ۲۹۔۳۰)

یعنی: اگر تم دنیا کی زندگی اور دنیاوی ساز و سامان کو پسند کرتی ہو تو آؤ میں تمہیں خوب مال و متاع دے کر آرام سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تمہیں خدا اور رسول اور دارِ آخرت سے محبت ہے تو یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نے تم میں سے نیک اعمال کرنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو تمام ازواج مطہرات نے دنیاوی آرام و آسائش پر خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسولؐ کو ترجیح دی اور تنگدستی کی زندگی کو صبر و رضا کے ساتھ قبول کیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی اور فرمایا: "اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا" (بخاری کتاب الانبیاء)

یعنی اس بات کو پلّے باندھ لو کہ تم نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔ نیز فرمایا: "خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِكُمْ" (ترمذی۔ کتاب النکاح)

یعنی تم میں سے بہترین وہ ہے جس کا اپنی بیوی کے ساتھ سلوک بہترین ہے۔ آنحضورؐ نے اپنے عمدہ نمونہ سے اس تعلیم پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ آنحضورؐ کی مقدس زندگی میں سے بطور نمونہ صرف چند واقعات پیش کرتا ہوں۔
ایک دفعہ آنحضورؐ ایک سفر پر تھے۔ بعض ازواج بھی ساتھ تھیں۔ ایک غلام جس کا نام انجشہ تھا ایسے شعر پڑھنے لگا جن کی وجہ سے اونٹ تیز چلنے لگے۔ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا:

"یَا أَنْجَشَةُ! رُوَیْدَكَ سَوْقاً بِالْقَوَارِیْرِ"

اے انجشہ! آہستہ چلو کیونکہ اونٹوں پر نازک آبگینے سوار ہیں۔

اسی طرح ایک سفر میں آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ بھی آپ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھیں۔ اونٹ نے ٹھوکر کھائی اور آپؐ گر پڑے صحابۂ کرامؓ اٹھانے کو دوڑے تو آپؐ نے فرمایا "اَلْمَرْأَةَ اَلْمَرْأَةَ" پہلے عورت کی خبر لو۔ پہلے عورت کی خبر لو۔

آنحضورؐ ازواج مطہرات سے اس قدر محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے کہ آپؐ کی زوجۂ مطہرہ جہاں سے برتن کو منہ لگا کر پانی پیتیں، آنحضورؐ بھی اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیتے اور اسی طرح اپنی محبت کا اظہار فرماتے۔

ازواج مطہراتؓ کو بھی آنحضورؐ سے جو محبت تھی وہ اس ایک واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت میمونہؓ کا رخصتانہ "سرف" کے مقام پر ہوا تھا جو مکہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے۔ نصف صدی سے بھی زائد عرصہ گزرنے کے بعد جب آپؓ کی وفات کا وقت آیا تو آپؓ نے وصیت کی کہ آپؓ کو اسی مقام پر دفن کیا جائے جہاں آپؓ کا رخصتانہ ہوا تھا۔ یہ دلی اور پاکیزہ محبت کا ایسا عظیم الشان مظاہرہ ہے جس کی نظیر دنیا کی رومانوی داستانوں میں کہیں بھی نظر نہیں آتی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد بیویاں کی۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ آپؐ آخری صاحبِ شریعت نبی ہیں۔ اور آپ کی رسالت مردوں اور عورتوں سب کے لئے ہے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ ایسی مبارک خواتین ہوتیں جو آنحضرتؐ کے سایۂ تربیت میں رہ کر اور آنحضورؐ سے فیض پا کر بالخصوص مستورات کو دین کے احکام سکھانے اور بتانے کے قابل ہوتیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام امہات المومنین نیکی اور تقویٰ کے نہایت ہی اعلیٰ مقام پر فائز تھیں۔ حکم الٰہی:-

"وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ آیَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ" (سورۃ احزاب آیت نمبر ۳۵)

کے مطابق اُن کے اوقات علم دین سیکھنے اور سکھانے میں صرف ہوتے تھے۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت چھوٹی عمر میں آنحضرتؐ کی زوجہ بننے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ لہٰذا طبعاً آپؓ میں دینی علوم اور مسائل شرعیہ کو سمجھنے اور سیکھنے کی استعداد زیادہ تھی۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی کتاب "اَلْاِصَابَه" میں حضرت مسروق روایت کرتے ہیں کہ میں نے بڑے بڑے بزرگ اور کبار صحابہ کو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے دینی مسائل معلوم کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ علامہ ابن القیمؒ، زاد المعاد میں فرماتے ہیں:-

"كَانَ الْاَكَابِرُ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِیِّ یَرْجِعُوْنَ اِلٰى قَوْلِهَا وَیَسْتَفْتُوْنَهَا"

یعنی آنحضورؐ کے اکابر صحابہؓ بھی حضرت عائشہؓ کی بات کو ترجیح دیتے اور آپؓ سے فتویٰ پوچھتے تھے۔

یہ سب آنحضرتؐ کی مصاحبت کا فیض تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضورؐ کو بھی حضرت عائشہؓ کے ساتھ بے حد محبت تھی۔ ایک موقع پر کسی نے آنحضرتؐ سے پوچھا "أَیُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَیْكَ" حضورؐ کو کس سے زیادہ کس کے ساتھ محبت ہے؟ آنحضورؐ نے فرمایا "عائشہؓ" سے۔ اس نے پوچھا مردوں میں سے حضور کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "أَبُوْهَا" یعنی عائشہ کے باپ سے۔
(ترمذی باب فضل عائشۃ)

ایک موقع پر آنحضورؐ نے فرمایا:
"فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ" (بخاری۔ باب فضل عائشۃ)

یعنی: عائشہؓ کو دیگر خواتین پر وہی فضیلت ہے جو عربوں کے سب سے لذیذ اور عمدہ کھانے ثرید کو دوسرے کھانوں پر حاصل ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ مقدس خاتون ہیں جن کے لحاف میں رسولِ خداؐ پر وحی کا نزول ہوتا ہے (بخاری باب فضل عائشۃ) اور جن کی خدمت میں حضرت جبریلِ امین نے سلام پیش کیا (بخاری) آنحضورؐ کی وفات بھی حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ہوئی جب کہ آنحضورؐ کا سر مبارک حضرت عائشہؓ کی گود میں تھا۔ آنحضورؐ آپؓ کی بہت دلداری فرماتے تھے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ میں آنحضورؐ کی موجودگی میں اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ لیکن وہ آنحضورؐ کو دیکھ کر اِدھر اُدھر کھسک جایا کرتی تھیں۔ آنحضورؐ انہیں اکٹھا کر کے میرے پاس بھجوا دیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم۔ باب فضل عائشۃ)

ایک دفعہ چند حبشی شمشیر زن آنحضورؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو کرتب دکھانے کے لئے آئے۔ آنحضورؐ نے انہیں مسجد نبوی کے صحن میں تماشہ دکھانے کا ارشاد فرمایا اور حضرت عائشہؓ نے آنحضور کی اوٹ میں کھڑے ہو کر یہ فوجی تماشہ دیکھا۔ (بخاری۔ باب حسن المعاشرت)

ایک دفعہ آنحضورؐ نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا تو حضرت عائشہؓ آگے نکل گئیں۔ کچھ عرصہ بعد آنحضورؐ نے دوبارہ دوڑ کا مقابلہ کیا تو آپؐ آگے نکل گئے اس پر آپؐ نے فرمایا "هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ" اے عائشہ! لو پہلی دوڑ کا بدلہ اتر گیا۔ (ابو داؤد۔ کتاب الجہاد)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عید کا دن تھا۔ حضرت عائشہؓ کی کچھ سہیلیاں آئیں اور خوشی سے کچھ معصومانہ گیت گانے لگیں۔ آنحضورؐ نے بھی خاموشی سے بچیوں کے شعر سُنے اور کچھ نہ کہا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور آپؓ نے اُن لڑکیوں کو ڈانٹا۔ اس پر آنحضور نے فرمایا: ابوبکرؓ! جانے دو۔ آج عید کا دن ہے۔ بچیاں خوشی سے گیت گا رہی ہیں۔ ان کو منع نہ کرو۔ (بخاری۔ کتاب العیدین)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضور نے فرمایا عائشہ! جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو مجھے فوراً پتہ لگ جاتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کس طرح؟ آپؐ نے فرمایا جب تم راضی ہوتی ہو تو یوں

باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر ملاحظہ فرمائیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا اپنے

اہلِ خانہ سے حُسنِ سلوک

از: "سیرتِ احمدؑ" - مؤلفہ: مکرم لئیق احمد صاحب طاہر، مبلغ انگلستان

انسان گھر سے باہر تو بناوٹ اور تکلّف سے کچھ کا کچھ نظر آسکتا ہے لیکن اس کی حقیقت اور اصلیت گھر کے بے تکلّف ماحول میں اپنی اصل صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ تبھی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَ اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ

کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اندرونِ خانہ اچھا ہے۔ اپنے اہلِ خانہ سے سلوک میں اچھا ہے اور یاد رکھو میں تم سب کی نسبت اپنے اہلِ خانہ سے حسنِ سلوک میں بہتر ہوں۔

آیئے دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ سلوک کیسا تھا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضرت اس بات سے بہت کشیدہ خاطر ہوئے۔ اور فرمایا ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ جن دنوں امرتسر میں ڈپٹی آتھم سے مباحثہ تھا۔ ایک رات خان محمد شاہ مرحوم کے مکان پر بڑا مجمع تھا۔ اطراف سے بہت سے دوست مباحثہ دیکھنے آئے ہوئے تھے۔ حضرت اس دن جس کی شام کا واقعہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں معمولاً سردرد سے بیمار ہو گئے تھے۔ شام کو جب مشتاقانِ زیارت ہمہ تن چشمِ انتظار ہو رہے تھے۔ حضرت مجمع میں تشریف لائے۔ منشی عبدالحق صاحب لاہوری پنشنر نے کمال محبت اور رسم دوستی کی بنا پر بیماری کی تکلیف کی نسبت پوچھنا شروع کیا اور کہا کہ آپ کا کام بہت نازک اور آپ کے سپرد بھاری فرائض کا بوجھ ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ جسم کی صحت کی رعائیت کا خیال رکھا کریں۔ اور ایک خاص مقوّی غذا لازماً آپ کے لئے ہر روز تیار ہونی چاہیئے۔ حضرت نے فرمایا "ہاں" بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف ہوتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتیں اس پر ہمارے پرانے مؤحد خوش اخلاق. نرم طبع مولوی عبداللہ غزنوی کے مرید منشی عبدالحق صاحب فرماتے ہیں " اجی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے۔ میرا یہ حال ہے کہ مَیں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا کرتا ہوں اور ناممکن ہے کہ میرا حکم کبھی ٹل جائے اور میرے کھانے کے اہتمام میں کوئی فرق آجائے۔ ورنہ ہم دوسری طرف خبر لے لیں۔ مَیں ایک طرف بیٹھا تھا منشی صاحب کی اس بات پر اس لئے کہ یہ بات بظاہر میرے محبوب کے حق میں تھی اور مَیں خود فرطِ محبت سے اسی سوچ میں بیمار رہتا تھا کہ معمولی غذا سے زیادہ عمدہ غذا آپ کے لئے ہونی چاہیئے۔ ایک دماغی محنت کرنے والے انسان کے حق میں لنگر کا معمولی کھانا بَدَلِ مَایَتَحَلَّلُ نہیں ہوسکتا" اس بنا پر مَیں نے منشی صاحب کو اپنا بڑا مؤیّد پایا اور بے سوچے سمجھے (درحقیقت ان دنوں الہیات میں میری معرفت ہنوز بہت سادرس چاہتی تھی) بوڑھے صوفی اور عبداللہ غزنوی کی صحبت کے تربیت یافتہ تجربہ کار کی تائید میں بول اٹھا کہ ہاں حضرت منشی صاحب درست فرماتے ہیں۔ حضور کو بھی چاہیئے کہ درشتی سے یہ بات منوائیں حضرت نے میری طرف دیکھا اور تبسّم سے فرمایا " ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہیئے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولنا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صہ۴-۵)

ایک بار فرمایا:۔

"میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی کو بلند آواز سے بُلایا اور مَیں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگِ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور دُرشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا اس کے بعد مَیں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا۔ اور بڑے خضوع وخشوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہاں معصیت کا نتیجہ ہے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صہ۶)

حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کسی سفر میں تھے سٹیشن پہنچے تو ابھی گاڑی کے آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی

صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جنکی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے بہت سے لوگ اسٹیشن پر موجود ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ جگہ بٹھا دیا جائے۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضور نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ حضرت خلیفہ اوّل فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب منہ نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے؟

(سیرت المہدی ـــــ حصہ اوّل صہ ۶۳)

اولاد سے حُسنِ سلوک

ہم میں سے کتنے ہی ایسے ہیں جو اپنی اولاد کے حقوق کی ادائیگی میں راہ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں۔ بہت ایسے ہیں جو اولاد سے توہین آمیز سلوک بھی روا رکھتے ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ کہ اپنی اولادوں کی عزت کیا کرو۔ آئیے جائزہ لیں کہ حضرت مہدیؑ کا اپنی اولاد سے سلوک کیسا تھا۔ چند واقعات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

۱) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

محمود کوئی تین برس کا ہوگا۔ آپ لدھیانہ میں تھے میں بھی وہیں تھا۔ گرمی کا موسم تھا۔ مردانہ اور زنانہ میں دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت ہوگا۔ جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرت کے اِدھر اُدھر کی باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔ حضرت اُسے گود میں لئے پھرتے تھے۔ اور وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپ نے کہا کہ دیکھو محمود وہ کیسا تارا ہے۔ بچے نے نئے مشغلے کی طرف دیکھا اور ذرا چپ ہوا۔ پھر وہی رونا اور چلانا اور یہ کہنا شروع کیا۔ "ابا تارے جانا" کیا مجھے مزا آیا اور پیارا معلوم ہوا آپ کا اپنے ساتھ یہ گفتگو کرنا۔ یہ اچھا ہوا۔ ہم نے تو ایک راہ نکالی تھی اس نے اس میں بھی اپنی ضد کی راہ نکال لی۔" آخر بچہ روتے روتے خود ہی جب تھک گیا چپ ہوگیا۔ مگر اس سارے عرصہ میں ایک لفظ بھی سختی کا یا شکایت کا آپ کی زبان سے نہ نکلا۔

(مجددِ اعظم صہ ۱۲۴۲)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"میاں بشیر احمد صاحب چھوٹے تھے تو اُن کو ایک زمانے میں شکر کھانے کی بہت عادت ہوگئی تھی۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچتے اور ہاتھ پھیلا کر کہتے "ابا چٹی" حضرت صاحب تصنیف میں بھی مصروف ہوتے تو کام چھوڑ کر فوراً اٹھتے۔ کوٹھری میں جاتے۔ شکر نکال کر اُن کو دیتے اور پھر تصنیف میں مصروف ہو جاتے۔ تھوڑی دیر میں میاں صاحب موصوف پھر دست سوال دراز کرتے ہوئے پہنچ جاتے اور کہتے "ابا چٹی" (چٹی شکر کو کہتے تھے کیونکہ بولنا پورا نہ آتا تھا اور مراد یہ تھی کہ چٹے رنگ کی شکر لینی ہے) حضرت صاحب پھر اٹھ کر اُن کا سوال پورا کر دیتے غرض اس طرح ان دنوں میں روزانہ کئی کئی دفعہ یہ ہیرا پھیری ہوتی رہتی تھی۔ مگر حضرت صاحب باوجود تصنیف میں سخت مصروف ہونے کے کچھ نہ فرماتے۔ بلکہ ہر دفعہ ان کے کام کے لئے اُٹھتے تھے۔ یہ ۱۸۹۵ء یا اس کے قریب کا ذکر ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم صہ ۳۰۵ طبع اوّل روایت ۹۷۲)

حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

" آپ کی قدیمی عادت ہے کہ دروازے بند کر کے بیٹھا کرتے ہیں ایک لڑکے نے دستک بھی دی اور منہ سے بھی کہا ہے "ابا بوا کھول" آپ وہیں اُٹھتے ہیں اور دروازہ کھولا ہے۔ کم عقل بچہ اندر گھستا ہے اور ادھر ادھر جھانک تانک کر اُلٹے پاؤں نکل گیا ہے۔ حضرت نے پھر معمولاً دروازہ بند کر لیا ہے۔ دو ہی منٹ گزرے ہوں گے جو پھر موجود اور زور زور سے دھکے دے رہے ہیں اور چلا رہے ہیں" ابا بوا کھول" آپ پھر بڑے اطمینان سے اور جمعیت سے اُٹھے ہیں اور دروازہ کھول دیا ہے۔ بچہ اب کی دفعہ بھی اندر نہیں گھستا۔ ذرا سر ہی اندر کر کے اور کچھ منہ میں بڑبڑا کر پھر اُلٹا بھاگ جاتا ہے۔ حضرت بڑے ہشاش بشاش بڑے استقلال سے دروازہ بند کر کے اپنے نازک اور ضروری کام پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی پانچ منٹ ہی گزرے ہیں تو پھر موجود اور پھر وہی گرما گرمی اور شورا شوری کہ "ابا بوا کھول" اور آپ اُٹھ کر اُسی وقار اور سکون سے دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اور منہ سے ایک حرف تک نہیں نکلتے کہ تو کیوں آتا اور کیا چاہتا ہے اور آخر تیرا مطلب کیا ہے جو بار بار ستاتا اور کام میں حرج ڈالتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ گنا کوئی بیس دفعہ ایسا کیا اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت کے منہ سے زجر اور توبیخ کا کلمہ نہیں نکلا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ صہ ۱۹)

آپ بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس طرح کرتے تھے کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہوگی اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے اور تیمار داری اور علاج میں ایسے محو ہوتے کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے

لئے ہے اور خدا کیلئے اس ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدّ نظر ہے۔ آپ پہلوٹھی بیٹی عصمت لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی تو آپ نے اس کے علاج میں یوں دوا دَوِی کی کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے۔ اور ایک دنیادار دنیا کی عرف و اصطلاح میں اس سے زیادہ جانکاہی کر ہی نہیں سکتا۔ مگر جب وہ فوت ہوگئی تو آپ یوں الگ ہوگئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی۔ یہ مصالحت اور مسالمت خدا کی قضاء و قدر سے بجز منجانب اللہ لوگوں کے ممکن نہیں۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی رضؓ)

"بچوں کے ساتھ یہاں تک نیک سلوک تھا کہ ان کی طفلانہ باتیں ناگوارِ خاطر نہیں ہوا کرتی تھیں۔ جاڑے کا موسم تھا۔ میاں محمود احمد نے جو اُس وقت بچے تھے آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑا کنکر ڈال دیا آپ جب لیٹتے تو وہ کنکر چبھتا۔ مولوی عبدالکریم صاحب فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میری موجودگی میں حامد علی سے فرمانے لگے۔ حامد علی چند روز سے ہماری پسلی میں درد ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوئے اور آپ کے جسدِ مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگے اور آخر اُن کا ہاتھ کنکر سے جا لگا۔ جھٹ جیب سے نکال لیا اور عرض کیا یہ کنکر تھا جو چبھتا تھا۔ مسکرا کر فرمایا او ہو چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالا تھا اور کہا تھا اِسے نکالنا نہیں میں اس سے کھیلوں گا۔"

(مجدد اعظم مصنف ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جلد دوم صہ ۱۲۸۸ دسمبر ۱۹۴۰ء)

بقیہ : خطبہ جمعہ

اور عزّتوں کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ سالہا سال سے پاکستان کی گلیوں نے یہ گواہیاں دی ہیں کہ اس کلمہ کی حفاظت اور عزّت کی خاطر احمدی کسی اور چیز کی کوئی پرواہ نہیں کرتے، جیلوں میں ٹھونسے گئے، مارے گئے، گلیوں میں گھسیٹے گئے، ان کی عزّتیں لوٹی گئیں، ان کے اموال چھینے گئے، ان کے گھروں کو جلایا گیا لیکن کلمہ کی حفاظت سے یہ ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ ان کے خلاف تم دعوٰی کرتے ہو کہ یہ غیر مسلم ہیں۔ تمہیں تو عقل نہیں ہے، تم تو عقل سے کلیۃً عاری ہو چکے ہو لیکن بنگلہ دیش کے سیاستدان پر مجھے توقع ہے کہ وہ بہتر دانشوری کے نمونے دکھائے گا۔ انہیں دوسرے عام پاکستانی سیاستدانوں کی نسبت بہت زیادہ عقل و فہم ہے۔ میرا تجربہ ہے۔ میں بنگال میں بہت پھر چکا ہوں۔ ان لوگوں میں عقل نسبتاً زیادہ ہے اور منطق کی بات کی جائے تو ضد نہیں کرتے اور سمجھ جاتے ہیں۔ اس لئے وقت ہے کہ بڑی تیزی کے ساتھ ان کو سمجھایا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ عقل اور ہوش کے ناخن لو۔ اس خوفناک سازش کا نہ خود شکار ہو نہ قوم کو شکار ہونے دو ورنہ تمہاری نہ دنیا رہے گی نہ تمہارا دین رہے گا۔ ایک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے تو گلی گلی سے جب احمدیوں کی روحیں قیامت کے دن تمہارے خلاف شہادت دیں گی اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھیں گی تو اس وقت تم کس منہ سے خدا کو جواب دو گے کہ ہم نے ان لوگوں پر ظلم کیا اور ان پر ستم کیا، اِن کی جانیں لیں اور ان کی عزّتیں لوٹیں اور پھر ان کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ پس اللہ تعالیٰ تمہیں عقل دے اور ہوش دے اور تم اس بدنصیب کہانی کو دہرانے والے نہ بنو جو کچھ عرصہ پاکستان میں دہرائی گئی تھی مگر اس کی پاداش آج تک اسی طرح جاری و ساری ہے۔ وہ واقعہ تو تاریخ کا حصّہ بن گیا ہے لیکن سزا ایک زندہ حقیقت کے طور پر قوم سے چمٹ بیٹھی ہے اور چھوڑنے کا نام نہیں لیتی۔

❦

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیونکہ سردیوں کے چھوٹے دن آگئے ہیں اور راتنے چھوٹے ہوگئے ہیں کہ جمعہ کا خطبہ ختم ہونے سے پہلے پہلے عصر کا وقت شروع ہو چکا ہوتا ہے اس لئے حسب سابق جب تک صورتحال کی یہ مجبوری رہے گی ہم جمعہ کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز جمع کیا کریں گے اور جب یہ دن اتنے لمبے ہو جائیں کہ جمعہ کا وقت اور عصر کا وقت الگ الگ ہو جائیں تو انشاء اللہ پھر حسبِ سابق جمعہ اور عصر کی نمازیں الگ الگ پڑھی جایا کریں گی۔

بقیہ : آنحضرتؐ کی عائلی زندگی

قسم کھاتی ہو" وَرَبِّ مُحَمَّدٍ" یعنی محمد کے ربّ کی قسم اور جب ناراض ہوتی ہو تو یوں قسم کھاتی ہو" وَرَبِّ اِبْرَاهِیْمَ" یعنی ابرہیم کے ربّ کی قسم۔ مَیں نے کہا: حضورؐ نے بالکل درست فرمایا ہے۔ مَیں ایسے موقع پر صرف حضور کا نام ہی تو نہیں لیتی۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل)

آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہؓ کی الماری میں کچھ کھلونے پڑے ہیں۔ آپؐ نے پیار سے پوچھا اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: یہ میری گڑیاں ہیں۔ ان میں ایک گھوڑا بھی تھا۔ جس کے کاغذ کے دو پَر تھے۔ آنحضورؐ نے حیرت سے فرمایا: کبھی گھوڑوں کے بھی پَر ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: کیا آپؐ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے پَر تھے اِس پر آنحضورؐ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الادب)

قارئین کرام! یہ تقویٰ پر مبنی محبّت اور دلداری کی باتیں ہیں جن سے کسی انسان کی گھریلو زندگی جنّت نظیر بنتی ہے۔ آج ہمارے پیارے امام نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ اپنی بیویوں سے حسنِ سلوک کریں۔ یاد رکھیں کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اپنی ازواج کے ساتھ سلوک مثالی ہے۔ اور آنحضورؐ کی عائلی زندگی ہم سب کیلئے بہترین نمونہ ہے۔ جس پر عمل کرنے سے ہم سب کی زندگی بھی جنّت نظیر بن سکتی ہے۔

بقیہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

معمولی توبہ کافی نہیں

جس طرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اور کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح تمہاری روحانی حوائج کا حال ہے۔ کیا تم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھ کر پیاس بجھا سکتے ہو۔ کیا تم ایک ریزہ کھانے کا منہ میں ڈال کر بھوک سے نجات حاصل کر سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کبھی ٹوٹی پھوٹی نماز سے یا روزہ سے سنور نہیں سکتی۔

(ملفوظات جلد سوم صہ ۱۸۱)

قبولِ احمدیّت کی ایک دلچسپ داستان

ذیل میں قبولِ احمدیت کا ایک دلچسپ واقعہ پیش کیا جاتا ہے جس میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کی خود راہنمائی فرمائی اور اس نے احمدیت کی صداقت کو جلد ہی دل و جان سے قبول کرلیا۔ قبولِ احمدیت کی یہ داستان ان کی اپنی زبانی سنیئے' وہ لکھتے ہیں:

"میں ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا ہوں، میری تعلیم میٹرک تک ہے۔ میرے والد صاحب کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں۔ چار پانچ سال کی بات ہے میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے والد صاحب کے ساتھ دکان پر بیٹھنے لگا۔ ان دنوں میری شناسائی ایک عیسائی لڑکے سے ہوگئی جو "یہواہ کے گواہ" JEOHOVAH'S WITNESSES کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ ایک دن وہ مجھے عیسائی مذہب کی تبلیغ کرنے لگا۔ میرا مذہبی مطالعہ اتنا گہرا نہیں تھا مگر پھر بھی دل میں جوش تھا اس کی باتوں کا جواب دوں۔ میری کمزوری کو بھانپ کر اس نے اسلام پر تابڑ توڑ حملے شروع کردیے اور کہنے لگا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں پر اعتراض کیا اور کہا کہ حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ انہوں نے اس وقت شادی کی جب وہ ۹ سال کی تھیں' وغیرہ وغیرہ۔

پھر کہا کہ دیکھو تمہارے نبی تو وفات پا چکے ہیں' ہمارا نبی آسمان پر زندہ ہے اور یہ بھی کہا کہ قرآن کوئی الہامی کتاب نہیں۔ بہت کچھ بائبل سے اخذ کیا گیا ہے۔ ان تمام اعتراضات کا میں اپنی کم علمی کی وجہ سے کچھ جواب نہ دے سکا چنانچہ میں طیش میں آگیا اور اس سے سخت کلامی پر اتر آیا۔ اس نے مجھے طیش میں دیکھ کر کہا کہ مسلمان صرف جوش ہی دکھا سکتے ہیں ہماری باتوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا ٹھیک ہے میں اپنے قاری صاحب سے بات کرکے کل تمہاری باتوں کا جواب دوں گا۔ چنانچہ اسی دن علاقہ کی بڑی مسجد کے خطیب کے پاس پہنچا جس کے خطابات کی علاقہ بھر میں دھوم مچی ہوئی تھی۔ انہوں نے میری باتوں کو غور سے سُنا اور الٹا مجھ سے ناراض ہوئے کہ تم عیسائیوں کے پاس کیا لینے جاتے ہو۔ وہ کافر ہیں ان سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے بہتیری کوشش کی کہ قاری صاحب مجھے کوئی جواب سمجھائیں تاکہ میں اس عیسائی لڑکے کا منہ بند کرسکوں مگر وہ بڑی صفائی سے ٹال گئے اور کہا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بائیبل کا مطالعہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ میں بہت مایوس ہوا۔ قریب ہی دکان پر کام کرنے والا ایک اور لڑکا میرا دوست تھا۔ میں نے اس سے اس مسئلہ پر بات کی تو اس نے کہا میں تمہیں ایک کتاب "احمدیہ پاکٹ بک" دیتا ہوں۔ اس کا مطالعہ کرو اور پھر اس عیسائی سے بات کرو۔ میں کتاب گھر لے گیا۔ پھر ایک عیسائی ڈاکٹر سے میں نے ایک عدد بائبل حاصل کی اور اس طرح پاکٹ بک میں جو حوالے درج تھے ان کو چیک کیا۔ جوں جوں میں نے مطالعہ کیا مجھے عیسائی مذہب کا مینار گرتا ہوا نظر آیا۔ میں نے وہ حوالے عیسائی لڑکے کو بتائے اور بائبل کھول کر دکھائی تو وہ پریشان ہوگیا اور مجھ سے بات کرنے سے بھی کترانے لگا۔ پہلے میں اس سے بھاگتا تھا اب وہ مجھے دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوتا۔ آخر ایک دن عاجز آکر کہنے لگا کہ بھئی آپ بجائے کیسی تحریف شدہ بائبل شائع کردیتے ہیں۔ یہ آپ کا ملک ہے پریس بھی آپ کا ہے، ہم تو اقلیت میں ہیں۔ پھر کہنے لگا کہ تمہارا نبی تو زمین میں دفن ہے اور ہمارا آسمان پر ہے۔ آپ کے عقیدہ کے مطابق بھی وہ آکر آپ کے دین کو دوسرے دینوں پر غالب کرے گا۔ جب ہمارے نبی نے ہی آپ کے دین کو مکمل کرنا ہے اور آپ نے اس کی بیعت کرنی ہے تو آج ہی کیوں نہیں اس کو مان لیتے۔

مجھے اس بات کا کوئی جواب نہ سوجھا۔ ایک دفعہ پھر مولویوں کے پاس پہنچا کہ تسلّی ہو مگر بے سود۔ میں دن رات پریشان رہنے لگا۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرتا تو دل کو یقین ہوتا کہ حضرت عیسٰیؑ وفات پا چکے ہیں۔ مولویوں کی بات سنتا تو وہ حیاتِ مسیح پر کاربند نظر آتے۔ ایک مولوی صاحب سے بحث کر بیٹھا کہ دیکھو آیت قرآنی اذ قال اللّٰہ یٰعیسٰی انی متوفیک و رافعک الی پہلے وفات کا بتاتی ہے پھر اوپر اٹھنے کا ذکر ہے۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا "تم تو مرزائی ہوتے جارہے ہو۔" اور پھر کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔ ادھر سے مایوس ہوکر ایک مرتبہ پھر احمدی لڑکے کے پاس پہنچا اور احمدی عقائد کا مطالعہ کرنا شروع کردیا۔ احمدی لٹریچر خصوصاً حضرت مرزا صاحب کی کتاب "جنگ مقدس" جو عبداللہ آتھم پادری اور حضرت مرزا صاحب کے مابین مباحثہ پر مشتمل ہے کا مطالعہ کیا تو ذہن مطمئن ہوگیا اور میں احمدیت کے بہت قریب ہوگیا۔ مگر دل میں ایک وسوسہ ضرور تھا کہ میں تو صحیح طریق سے قرآن مجید بھی نہیں پڑھ سکتا یہ نہ ہو کہ نادانی میں کوئی غلط فیصلہ کر بیٹھوں۔ یہ بھی خیال آتا کہ پاکستان میں اتنے بڑے بڑے عالم ہیں، مولانا عبدالستار نیازی' مولانا طاہر القادری وغیرہ وغیرہ آخر وہ احمدی کیوں نہیں ہوتے۔ مگر بعد میں اس بات کا احساس ہوا کہ حق کی شناخت بھی اللہ کے فضل سے ہوتی ہے۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھ پر خاص فضل کیا اور مجھے جماعت احمدیہ میں شمولیت کی توفیق بخشی۔ میں نے بیعت فارم پُر کردیا ہے۔ دل خوب مطمئن ہے اور امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد کی خدمت میں پہلا خط ارسال کررہا ہوں اس عاجزانہ درخواست دعا کے ساتھ کہ خدا تعالیٰ مجھے احمدیت یعنی حقیقی اسلام پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشے۔ ——————— آمین"

(مُرسلہ: رشید احمد چودھری۔ پریس سیکریٹری جماعت احمدیہ)

مقالہ خصوصی

بابری مسجد

۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ایودھیا میں خدا کا ایک قدیم گھر مسمار کر دیا گیا جو مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر کے عہد حکومت میں تعمیر ہوا تھا اور اسی کے نام سے منسوب ہوکر "بابری مسجد" کہلاتا ہے۔ اس کے انہدام کے ساتھ ہی ایک نہایت دلفگار داستان کا آغاز ہوا اور دیکھتے دیکھتے سینکڑوں مسلمانوں اور ہندوؤں کے خون سے سرزمین ہندو پاک، سرزمین بنگلہ دیش اور افغانستان رنگین ہوگئی۔ میں سوچ رہا ہوں خون کا کونسا مذہب ہے! کرب کس عقیدہ کا اظہار ہے؟ ظلم کا کونسا دھرم ہے!؟

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

پھر آخر پاک و ہند میں یہ خون کی ہولی کیوں کھیلی جارہی ہے۔ اور اس بارہ میں ہمارا پیارا مذہب کیا تعلیم دیتا ہے۔

سورۃ الحج ۴۱/۲۲ میں خدا تعالیٰ تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ اگر کوئی مجھے گالی دے اور میں اُسے اس سے بڑی گالی دوں تو بھلا من و تو میں کون فرق کرے گا؟ ایودھیا میں ایک مسجد شہید ہوئی اور اس کے جواب میں صرف پاکستان میں دو درجن سے زائد مندر تباہ کر دیئے گئے۔ افغانستان، بنگلہ دیش اور برطانیہ میں تباہ ہونے والے مندروں کی تعداد بھی کم و بیش یہی ہے۔ میں اپنے خیالات کی رو میں بہہ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایودھیا میں بھی ایک خدا کا گھر ہی تھا اسے گرا کر رام مندر تعمیر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اسلامی تعلیم کے مطابق مسجد کسی کی ملکیت نہیں۔ مسجد بیت اللہ ہے۔ مسجد خدا کا گھر ہے جہاں شرک سے پاک ہر مذہب و ملّت سے تعلق رکھنے والا اپنے اپنے خدا کی عبادت کر سکتا ہے اور کیا یہ سچ نہیں کہ پرمیشور۔ GOD — LORD اللہ اور خدا در حقیقت ایک ہی محبوب حقیقی، ایک ہی ذات والا صفات اور ایک ہی خالق و مالک کے مختلف نام ہیں۔ اسلامی تعلیم کی رو سے ہم مسجد کے نگران اور خادم تو ہیں مالک نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے ۱۹۲۴ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں مدعووین کے جلو میں یہ اعلان فرمایا کہ "مسجد فضل لندن خدا کا گھر ہے اور خدا تعالیٰ کی پرستش کرنے والا ہر شخص اس گھر میں عبادت بجا لا سکتا ہے"۔

قارئین کرام کو خوب یاد ہوگا کہ ہمارے سیّد و مولیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مذہب تھا۔ آپ نے نجران سے آئے ہوئے عیسائیوں کو اجازت دی کہ وہ مسجد نبویؐ میں اپنی عبادت بجا لائیں۔ درحقیقت یہ سارا المیہ ایک حقیقت کی غمازی کر رہا ہے کہ آج مذہب کے اجارہ دار خدا سے کسی قدر دور جا بیٹھے ہیں اور خدا سے دوری انسان کو عقل و خرد اور نور بصیرت سے عاری کر دیتی ہے۔ مومن اپنے جذبات کو خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع رکھتا ہے اور اللہ اور رسول کی حدود سے باہر قدم نہیں رکھتا ورنہ اس کی حفاظت کی ضمانت باقی نہیں رہتی۔ ملتان میں ایک مندر کو گراتے ہوئے ۱۵ پاکستانی اسی کے نیچے دب کر ہلاک ہوگئے۔ شاید خدا تعالیٰ کو "یہ نیکی" پسند نہیں آئی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بیان فرمائی تھی کہ مُلّاں کے نام کے ساتھ خیر وابستہ نہیں ہوگی بلکہ شر اور فتنہ اور فساد اس کی علامت اور شناخت بن جائے گا۔ قصور (پاکستان) میں ایک شخص نے لوگوں کو مولوی کی تقلید سے منع کیا اور اسلامی تعلیم کی طرف دعوت دی تو لوگوں نے اسے اس قدر مارا پیٹا کہ روزنامہ جنگ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۲ء کے حوالہ سے "اس کا بھرکس نکال دیا اور اسے نازک حالت میں ہسپتال میں داخل کیا گیا"۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سارے جلوس اور توڑ پھوڑ حُبِّ رسول اور حُبِّ خدا کی وجہ سے نہیں۔ ان میں بابری مسجد کے انہدام کا ہم و غم نمایاں نہیں۔ اپنی انا اور ذات کی نمائش ہے ورنہ کہاں ایودھیا اور کہاں قصور۔ ایک مسلمان کا بھرکس ہندو نہیں بلکہ مسلمان نکال رہے تھے اور وہ بھی مُلّاں کی امامت اور قیادت میں۔ ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں مُلّاں   کار طفلاں تمام خواہد شُد

آیئے اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں جائزہ لیں کہ ہمارے سیّد و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رواداری اور محبت اور احسان اور جود و سخا کی شمعیں کیسے روشن کیں جنہیں دیکھ کر شدید سے شدید دشمن بھی موم ہوگیا اور آپؐ کی محبت میں گرویدہ ہوکر شمع رسالت پر قربان ہونے لگا۔

۔۔۔ جنگ خیبر کے موقع پر یہود کا ایک چرواہا مسلمان ہوگیا۔ اس نے سوال کیا کہ ان سینکڑوں بکریوں کا کیا کرے جو اس کی تحویل میں ہیں۔ جنگی نقطۂ نظر سے

دشمن کو ہر اعتبار سے کمزور کرنا بظاہر جنگی حکمت عملی قرار دی جائے گی۔ لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو تقویٰ کی باریک راہیں سکھانے آئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "یہود کے قلعہ کی طرف انہیں ہنکا دو۔ یہ روزانہ اسی طرح قلعہ سے نکلتی اور قلعہ میں داخل ہوتی ہیں۔ خود بخود قلعہ میں داخل ہو جائیں گی"۔

— مغیرہ بن شعبہ کفار مکّہ کے ساتھ تجارت پر روانہ ہوئے۔ دل میں اسلام قبول کر چکے تھے انہوں نے موقع تلاش کر کے اپنے ساتھی قتل کر دیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اور لوٹا ہوا مال حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ دیکھئے اس غربت اور افلاس کے دور میں بھی جبکہ اسلام کو شدید مالی ضرورت تھی۔ کفار مکّہ کے پے در پے حملوں کی وجہ سے مدینہ میں مقیم انصار نہ تجارت کی طرف متوجہ ہو سکتے تھے نہ کھیتی باڑی کے لئے وقت نکال سکتے تھے اور پھر غزوات میں ہر مسلمان کو ذاتی تیاری کر کے اپنی جیب خاص سے سواری اور ہتھیار خریدنا پڑتے تھے۔ بادی الرائے میں یہ سب کفار کا کیا دھرا تھا اور ان سے ہتھیایا ہوا مال اگر مسلمانوں کے مصرف میں لایا جاتا تو چنداں قابل اعتراض بھی نہ ہوتا لیکن ہمارے محبوبؐ نے جو خُلقِ عظیم کا منفرد شاہکار تھے۔ فرمایا: ۔ اَمَّا مَالُکَ فَمَالُ غَدْرٍ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِیْهِ ۔ کہ تمہارا مال دھوکہ سے حاصل ہوا ہے ہمیں اس کی چنداں ضرورت نہیں۔

— غزوہ بدر کے موقعہ پر بعض صحابہ مکّہ سے ہجرت کرتے لگے تو کفار مکّہ نے انہیں پکڑ لیا اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے غزوہ میں شریک نہیں ہوں گے۔ کہنے کو یہ وعدہ تلوار کے سائے میں لیا گیا تھا صحابہ کو مجبور کر کے ان کی مرضی کے خلاف یہ عہد و پیمان ہوا تھا۔ لیکن جب یہ صحابہ کرام جہاد کے اشتیاق میں دن رات سفر کرتے ہوئے عین غزوہ بدر کے وقت مدینہ میں پہنچے تو مارے شوق کے ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ دوسری طرف انصار و مہاجرین نہایت کسمپرسی کے عالم میں تھے۔ اکثر کے پاس تلواریں تک نہ تھیں۔ سواریاں تو دو چار ہی تھیں اور بالمقابل عددی اعتبار سے دشمن تین گنا سے زائد اور پوری طرح ہتھیاروں سے لیس۔ مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی ضرورت تھی یہی وجہ تھی کہ اسلامی فوج میں کمسن بچّے بھی شامل ہو گئے تھے۔ عین جنگ سے قبل مکّہ سے آنے والے یہ جوان، تن و مند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے اور بتایا کہ کس طرح کفار کے ہاتھوں بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے ہیں لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مدد قبول کرنے سے صاف انکار فرما دیا کہ جو عہد و پیمان باندھا ہے اس کی پاسداری کرو۔ ہمارا خدا ہماری حفاظت فرمائے گا۔

— ایک قبیلہ کا ایک سفیر مدینہ میں سفارت پر حاضر ہوا۔ مدینہ آ کر ہمارے سیّد و مولا حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ سے اس قدر متاثر ہوا کہ وہیں اس نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت نہ دی۔ فرمایا پہلے اپنی سفارت کی ذمّہ داری ادا کرو جو تمہارے قبیلہ کی تم پر امانت ہے۔ پھر واپس آ کر اسلام قبول کرنا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

— غزوہ بدر کے موقع پر بدر کے کنوئیں پر مسلمان فوج نے قبضہ کر لیا تھا۔ جب کفار کا لشکر ۴۰۰ کلومیٹر کی مسافت طے کرتا ہوا شدید گرمی میں بدر کے مقام پر پہنچا تو پیاس سے بے حال تھا۔ لیکن پانی کا سرچشمہ مسلمانوں کی تحویل میں تھا۔ کوئی اور جرنیل ہوتا تو کفار کی اس بے بسی کا بھرپور فائدہ اٹھاتا کہ یہ چیز ان کی شکست میں ایک اہم کردار ادا کر سکتی تھی۔ لیکن جونہی یہ بات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں لائی گئی۔ آپؐ نے اسے پسند نہ کیا کہ آپؐ اپنے جانی دشمن کو شدّت پیاس سے ہلاک کر دیں۔ آپؐ نے انہیں اجازت دی کہ اپنی ضرورت کا پانی لیں اپنے جانوروں کو سیراب کریں اور پھر مدِّمقابل میں آئیں۔

— مدینہ میں ہجرت کے بعد جو پہلا معاہدہ یہود کے ساتھ ہوا۔ اس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شق یہ بھی رکھی کہ یہود اپنے دین پر عمل کریں اور مسلمان اپنے دین پر عمل کریں۔ گویا آپؐ نے اس اصول کو رائج کیا کہ ہر شخص اپنے مذہب پر جیسے چاہے عمل کرے۔ کسی دوسرے کو حتیٰ کہ حکومت کو بھی اجازت نہیں کہ اس میں مداخلت کرے۔ ہر شخص کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہوگی۔

— فتح مکّہ کے موقع پر انصار کا جھنڈا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ کو عطا فرمایا۔ جب اسلامی لشکر مکّہ میں داخل ہوا تو جوش میں سعد نے اعلان کیا کہ آج کفار مکّہ ذلیل و خوار کئے جائیں گے۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ان سے جھنڈا واپس لے لیا اور اس شرف اور عزّت سے انہیں محروم کر دیا کہ اسلامی غزوات کسی کی ذلت و رسوائی کی خاطر نہ تھیں۔ اور آپؐ نے ساتھ ہی اعلان فرمایا۔ ◎ — جو شخص مسجد حرام میں پناہ لے گا وہ آج محفوظ رہے گا۔ ◎ — جو شخص ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے گا وہ بھی محفوظ رہے گا۔ ◎ — جو شخص اپنے گھر کے اندر مقیم رہے گا وہ بھی محفوظ رہے گا۔ اور جو شخص بلال کے جھنڈے تلے آ جائے گا وہ بھی محفوظ رہے گا۔

— صفوان بن امیہ ان گیارہ افراد میں سے تھے جن کے قتل کا حکم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نہایت بہیمانہ اور سفاکانہ مظالم کی وجہ سے فرمایا تھا۔ یہ فتح مکّہ کے موقع پر مکّہ سے جدہ بھاگ گئے تا موقع ملتے ہی وہاں سے یمن چلے جائیں۔ ان کے ایک عزیز عُمیرؓ بن وھبؓ الجُمَحِیؓ نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی جان بخشی کی درخواست کی جو رحمۃ للعالمین نے فوراً قبول فرمالی۔ انہوں نے عرض کی کہ حضورؐ TOKEN کے طور پر کوئی تبرک عطا فرمائیں جسے دیکھ کر صفوان یقین کر لے کہ سچ مچ حضورؐ نے اس کی جان بخشی فرما دی ہے۔ مشرقی قدروں میں دستار کی بڑی عزّت سمجھی جاتی ہے۔ اور جو دستار ہمارے آقا و مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اس کی عظمت و شان کے کہنے ہی کیا! عمیر کی درخواست قبول فرما کے شاہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جھٹ اپنی دستار مبارک ان کے حوالے کر دی اور فرمایا میری طرف سے صفوان کو یہ پگڑی دینا اور بتانا کہ اُسے معاف کر دیا گیا ہے۔ یہ قصّہ یہیں ختم نہیں ہوتا صفوان پگڑی لے کر سیدھے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ "کیا آپ نے مجھے معاف فرما دیا ہے حالانکہ میں نے اسلام قبول کرنے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا ؟ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں میں نے کسی شرط کے بغیر تمہیں معاف کر دیا ہے۔ صفوان ایک متمول آدمی تھا۔ غزوہ حنین کے موقع پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یک صد زرہیں عاریتہً مانگیں۔ صفوان نے جواب دیا کہ کیا آپ مجھے مجبور سمجھ کر تو یہ زرہیں نہیں مانگ رہے۔ کیا یہ زبردستی تو نہیں ہو رہی۔ أَغَصْبًا یَا مُحَمَّدُ اے محمد کیا میری زرہیں غصب کرنے کی نیّت تو نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُسکرا کر جواب دیا بَلْ عَارِیَةً مَضْمُونَةً ضمانت کے ساتھ عارضی طور پر یہ زرہیں مانگی جا رہی ہیں۔ صفوان خود بھی مسلمانوں کی طرف سے غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ دشمن کی

شکست کے بعد صفوان نے دیکھا کہ بھیڑوں بکریوں اور اونٹوں سے پوری وادی بھری پڑی ہے۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ یہ کثیر تعداد میں جانور آپ کسے دیں گے۔ فرمایا یہ سارے جانور تم لے لو۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پے در پے احسانوں کو دیکھ کر بالآخر صفوان بن امیہ اسلام لے آئے۔ یہی وہ رحمت و شفقت اور رافت و محبت تھی جس نے دشمن کے پتھر دل موم کر دیئے اور دیکھتے دیکھتے سارا عرب ہمارے محبوب۔ سیّدی، مکّی و مدنی سرکارِ دوعالم۔ فخرِ موجودات سید ولد آدم حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا۔ آیئے آج ہم بھی انہیں ہتھیاروں سے لیس ہو کر محبت کے سفیر بن جائیں کہ گولی اور تلوار کے مقابلہ میں محبت سے اپنے تو اپنے غیر بھی گھائل ہو جاتے ہیں۔ جگر مراد آبادی نے کیا خوب کہا ہے۔

مایوسِ شبِ ہجر نہ ہوا ے دلِ بے تاب — اللہ دکھائے گا تو دیکھیں گے سحر بھی
ہے فیصلۂ عشق ہی منظور تو اٹھو — اغیار بھی موجود ہیں حاضر ہے جگر بھی

سالِ نو

مرحبا اے سالِ نو خوش آمدی خوش آمدی
رحمت و برکات کا موجب ہو تیری ہر گھڑی
کر رہے ہیں تیرا استقبال سب خورد و کلاں
جس طرف دیکھو نظر آتا ہے ہر اک شادماں
تیری آمد سے ہیں جاگ اٹھیں تمنّا ئیں کئی
موجزن ہیں خواہشیں اور چاہتیں دل میں نئی
سنگِ میل اک اور راہِ زندگی میں آگیا
راز داں ہے جو ہماری منزلِ مقصود کا
رخصت اپنی زندگی کا ہو گیا اک اور سال
لوٹ کر آنا ہے جس کا تا ابد اصلاً محال
یہ سبق اس رفت اور آمد سے ملتا ہے ہمیں
آخرت کے واسطے رختِ سفر باندھے رہیں
سال تو دنیا میں یوں آتے بھی ہیں جاتے بھی ہیں
گیت سالِ نو پہ خوشیوں کے سبھی گاتے بھی ہیں
اس حقیقت سے مگر ہر گز نہ ہم غافل رہیں
سال گنتی کے فقط دنیا میں رہنا ہے ہمیں
خوش رہیں اوروں کو بھی ہر آن خوش رکھیں مگر
اپنی پیدائش کا مقصد بھی رہے پیشِ نظر
نوعِ انساں کو کیا پیدا خدا نے کس لیے
دے دیے دنیا کے اس کو سب خزانے کس لیے
کیا ہی خوش بخت اور خوش قسمت ہے وہ مردِ خدا
جو اسی کا ہو کے اک عبدِ حقیقی بن گیا

محمد صدیق امرتسری مرحوم

عزمِ وفا

کب اُس نے شفقتوں سے پکارا نہیں ہمیں
اُس مہرباں خدا نے بسارا نہیں ہمیں
"سب غیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل"
اُس کے سوا کسی کا سہارا نہیں ہمیں
دِل سے جمالِ حسنِ محمدؐ پہ ہیں فدا
اس سے زیادہ کوئی بھی پیارا نہیں ہمیں
جاں دے کے اس کے نام کو روشن کریں گے ہم
دیکھیں تو اس میں کوئی خسارا نہیں ہمیں
دانشورانِ شہر نے اے ربِّ ذوالجلال
کن آزمائشوں سے گزارا نہیں ہمیں
بنتے ہیں لوگ کیوں مرے ایماں کے ترجماں
یہ خوئے ناگوار گوارا نہیں ہمیں
از بر ہیں حق شناسی و حق گوئی کے کمال
قدرت نے کس ہنر سے سنوارا نہیں ہمیں
عزمِ وفا و صدق ہے سرمایۂ سخن
کچھ فنِ شاعری نے نکھارا نہیں ہمیں

نادرہ قریشی۔ راولپنڈی

عزمِ راسخ، سعئ پیہم کی جزا
منزلِ مقصود۔ اپنا منتہا
دین و دُنیا، یہ جہاں یا وہ جہاں
لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

(عبدالمنان ناہید)

تربیتِ اولاد

محترم پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی

تربیتِ اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو توجہ دلاتا ہے:

۱۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا۔

(تحریم)

۲۔ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔

(الفرقان)

اِن آیات کریمہ کا ترجمہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:۔

۱۔ اے مومنو! اپنے اہل کو بھی اور اپنی جانوں کو بھی دوزخ سے بچاؤ۔

یعنی اے مومنو! تمہارا فرض ہے کہ نہ صرف خود نیک بنو بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی بے دینی اور بد اخلاقی کی آگ سے بچاؤ۔ مومن مردوں کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ چوکس ہو کر رہیں اور نہ صرف خود نیکی اختیار کریں بلکہ اپنی بیویوں اور اپنی لڑکیوں اور لڑکوں اور گھر میں رہنے والے دیگر عزیزوں کی بھی نگرانی رکھیں اور دینی و دنیوی امور میں ان کی اچھی تربیت کا انتظام کر کے انہیں دوزخ کی آگ سے بچائیں۔

۲۔ اور وہ لوگ بھی (رحمٰن کے بندے ہیں) جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

یعنی خدا ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسّر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنیوالے ہوں اور خدا کو ہر شئے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک ہوگی تو یہ ان کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۷۳)

اِن آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنے نیک بندوں کو اپنی اولاد اور آئندہ نسل کے لئے مسلسل کوشش اور دُعائیں کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ تاکہ وہ نور اور ایمان جو ان کو نصیب ہوا ہے وہ صرف ان کی اپنی ذات تک محدود نہ رہے بلکہ یہ تعلیم نسلاً بعد نسلٍ ان کے دلوں میں منتقل ہوتی رہے اور ان کی اولادیں ہمیشہ خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کو دُنیا پر مقدم رکھیں۔

تربیتِ اولاد کے بارے میں ہمارے محبوب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

۱۔ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَ اَحْسِنُوْا اَدَبَھُمْ۔ (ابن ماجہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کی عزت کیا کرو اور اُن کے اخلاق اور کردار کو بھی بہترین بناؤ۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ یُسْتَجَابُ لَھُنَّ لَاشَكَّ فِیْھِنَّ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ وَ دَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَۃُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں خدا کے فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں:۔

اوّل: مظلوم شخص کی دعا جو قوم کے ہاتھوں سے یا دوسروں کے ظلموں سے تنگ آکر اپنے پیارے ربِّ کریم کو پکارتا ہے۔

دوم: مسافر کی دعا، جو سفر کی پریشانیوں، مصیبتوں میں گھرے ہوئے اپنے پیارے ربِّ حفیظ کو پکارتا ہے۔

سوم: عاجز والدین کی دعا، جو اپنے بچّوں کی بہتری کے لئے ہر وقت اپنے پیارے ربِّ ذوالمجد وعطا سے تڑپ تڑپ کر کرتے ہیں۔

اِسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان اس دُنیا سے رخصت ہوجاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین اعمال کے۔

۱۔ صدقہ جاریہ: جو بنی نوع انسان کے لئے باعثِ راحت، فائدہ اور آسانی ہو۔

۲۔ ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں یا اٹھائیں۔

۳۔ ایسی اولاد جو اپنے والدین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دُعائیں کرنے والی ہو۔

یہ تین احادیث ایسی ہیں جن میں اولاد کی تربیت کے رہنما اصول بیان کر دیئے ہیں۔ کس طرح اپنے بچّوں سے عزت تکریم والا اندازِ گفتگو اختیار کرنا چاہیئے اور ہر وقت ان کے اخلاق اور کردار کو اعلیٰ سے اعلیٰ معیار تک پہنچانے کے لئے پوری کوشش اور اللہ تعالیٰ

کے فضل سے قبول ہونے والی دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔ اور پھر تیسری حدیث میں ایسے والدین کے لئے کتنی بڑی خوشخبری ہے کہ ان کی کوشش اور دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ انہیں ایسی نیک اور تربیت یافتہ اولاد عطا فرماوے گا کہ اُن کی وفات کے بعد بھی ان کا یہ نیک عمل اور نیک کوشش بطور صدقہ جاریہ جاری رہے گا اور ہر آن اُن کی بلندیٔ درجات کا باعث بنتا رہے گا۔

ان آیات اور احادیث سے تربیتِ اولاد کی اہمیت اور افادیت ظاہر ہے۔ اب اتنے اہم کام کے لئے انسان محتاج ہے کہ وہ کونسے طریق اختیار کرے کہ وہ یہ فریضہ ادا کر سکے۔ ان امور میں رہنمائی فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کی عمدہ تربیت اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتبِ تربیت کو مدّ نظر رکھتے ہیں۔ میری اپنی تو یہ حالت ہے کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کیلئے دُعا نہیں کرتا۔"

(ملفوظات جلد دوم صـ ۳۷۲)

لیجئے حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں ایک طریق یہ بتایا کہ ہم سب نمازیں پڑھیں اور ہر نماز میں اپنے دوستوں، بچوں اور بیوی کیلئے دعائیں کرتے رہیں اور اس پر دوام پکڑیں۔

تربیتِ اولاد کے لئے ضروری ہے کہ والدین خود نیک اور متقی اور راستباز ہوں۔ اولاد والدین کی خاموش محاسب ہوتی ہے۔ وہ ذرا ذرا سی بات کو گہری نظر سے دیکھتی ہے اور اثر قبول کرتی ہے۔ اگر والدین کی آپس کی زندگی میں تضاد اور قول و فعل میں مطابقت نہ ہوگی تو وہ والدین کی پند و نصائح کو ردّ کر دے گی اس لئے ضروری ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتے ہیں رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ تو ہمیں پہلے خود صالح بننا ہوگا متقی بننا ہوگا۔ اور پھر اولاد کی خواہش بھی اس غرض سے ہو کہ وہ دیندار خدا تعالیٰ کی فرمانبردار، متقی اور دین کی خادم ہو۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"جب تک اولاد کی خواہش اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول ہے بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیاتِ صالحات کی بجائے اس کا نام باقیاتِ سیئات رکھنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مَیں صالح اور خدا ترس اور خادمِ دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا جب تک وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور مُنہ سے کہتا ہے کہ مَیں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیاتِ صالحات کا مصداق کہیں لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صـ ۳۷۰، ۳۷۱)

ہم سب کو یہ بات بہت اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ ہدایت دینا، نیک بنانا، والدین کا فرمانبردار بنانا اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو مقدم کرنا گویا کہ تربیتِ حقیقی کرنا محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فعل ہے ہمارا کام اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق کوشش اور فکر کرنا اور مسلسل عاجزانہ دعاؤں سے کام لینا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ احباب جماعت کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کی حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچّوں کو روکنا ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہم تو اپنے بچّوں کے لئے دُعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آدابِ تعلیم کی پابندی کراتے ہیں پس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔"

(ملفوظات جلد دوم صـ ۵)

یہ تھا طریقِ تربیت ہمارے پیارے آقا حضرت مسیح موعودؑ کا اس سے بہتر اور کوئی طریق ہو بھی نہیں سکتا۔ لہٰذا ہم سب کو پوری طرح اپنے آقا کے طریق پر عمل کرنا چاہیئے۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ احبابِ جماعت کو تربیتِ اولاد کے بارے میں متنبّہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"تربیتِ اولاد کے لحاظ سے موجودہ دور بہت نازک دور ہے۔ نت نئی دلچسپیاں، لالچ اور کھیل تماشے بچّوں اور نوجوانوں کو دور لئے جا رہے ہیں۔ یہ لہو و لعب انسانوں کو خدا سے غافل کر رہا ہے۔ پس عزیمت اور بہادری یہی ہے کہ ہر احمدی جو خدا کے دین سے محبّت کا دعویٰ رکھتا ہے دُنیا داری کی اس روش کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو اور اپنی شبانہ دُعاؤں سے محبّت کے ساتھ، نیک نصیحت سے اور اعمالِ صالحہ بجا لا کر اپنے اہل و عیال اور اپنے ہر زیرِ اثر فرد کو خدا کے دربار میں لا کھڑا کرے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بوجہ نقل مکانی خاکسار کا ٹیلیفون نمبر تبدیل ہو گیا ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

ٹیلی فون نمبر ۰۶۹، ۷۳۸۱۴۹۶ (ملک سعادت احمد، اسسٹنٹ سیکریٹری رشتہ و ناطہ جرمنی)

INDIAN CORNER

گروسری اور تازہ سبزیاں

دستیاب ہیں

WESER STR. 11
6900 FRANKFURT M/1

TOP STOFF

سوٹ * ساڑھیاں

اور

کھلے خوبصورت کپڑے کی دکان

کپڑا خریدنے کیلئے تشریف لائیں

KAISER STR. 64
KAISER PSG 23,6000 FRANKFURT M

فرینکفرٹ میں

معیاری سونے کے

اعلیٰ زیورات کا مرکز

یہاں پر ہر قسم سونے کے خوبصورت زیورات ہر وقت تیار مل سکتے ہیں

ٹوٹے ہوئے زیورات کی تسلّی بخش مرمت بھی کی جاتی ہے

نیز

پرانا زیور دے کر تیار زیور بھی آپ خرید سکتے ہیں

ہمارا نصب العین

ایمانداری اور خوش اخلاقی

Indian Jewellers Corner

WESERSTRASSE 11, 6000 FRANKFURT M/1

☎ 069-25 15 81

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین

کے

الزام کا جواب

آج سے تقریباً ڈیڑھ دو سو سال قبل برِصغیر پاک و ہند میں مختلف مذہبی تحریکات میں بیداری کی امنگیں جواں ہونے لگیں تو ان میں اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنے کے لیے باقاعدہ اور منظم جدّوجہد شروع ہوئی۔

۱۸۰۰ء میں انگلستان سے ایک عیسائی منّاد ولیم کیری صاحب بنگال میں وارد ہوئے تاکہ برِصغیر پاک و ہند میں "خدا کی بادشاہت" قائم کریں۔ بعد ازاں جلد ہی اس خطّۂ ارض پر پادریوں کی مسلسل آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا اور آمد و رفت کی رفتار تیز تر ہوتی چلی گئی اور تقریباً نصف صدی تک عیسائیت مضبوط قدموں کے ساتھ وہاں قائم ہو گئی۔ حتیٰ کہ ۱۸۸۸ء میں پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر چارلس ایچی سن نے اپنی تقریر میں یہ بیان دیا کہ:

"جس رفتار سے ہندوستان کی معمولی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے چار پانچ گنا زیادہ تیز رفتاری سے عیسائیت اس ملک میں پھیل رہی ہے اور اس وقت ہندوستانی عیسائیوں کی تعداد دس لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے۔"

(دی مشنز۔ مصنّفہ آر کلارک، مطبوعہ لنڈن صـ ۲۳۴)

۱۸۹۷ء میں امریکہ سے مشہور عیسائی منّاد ڈاکٹر جان ہنری بیروز کو ہندوستان بلوایا گیا۔ انہوں نے برّصغیر کا طوفانی دورہ کر کے جگہ جگہ لیکچر دیے اور ان لیکچروں میں عیسائی سلطنت کے دبدبہ اور حکومت اور ان میں عیسائیت کے غلبہ و استیلاء کا نہایت پرشکوہ الفاظ میں نقشہ کھینچنے کے بعد انہوں نے خاص طور پر اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا بڑے فاتحانہ انداز میں ذکر کیا اور کہا:۔

"اب میں اسلامی ملکوں میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار اگر ایک طرف لبنان پر جلوہ فگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کے نور سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورتحال اس آنے والے انقلاب کا پیش خیمہ ہے جب قاہرہ دمشق اور تہران خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے ذریعہ مکّہ اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہو گی اور بالآخر وہاں صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ حقیقی اور واحد خدا کو اور یسوع مسیح کو جانیں جس کو تو نے بھیجا ہے"

(بیروز لیکچرز صـ ۴۲)

برّصغیر پاک و ہند عملاً ایک ایسے اکھاڑے کی شکل اختیار کر گیا تھا کہ جس میں مذاہبِ عالم کی کشتی کھیلی جا رہی تھی۔ خصوصاً ہندومت، عیسائیت اور اسلام بڑے وسیع پیمانہ پر اور انتہائی گرمجوشی کے ساتھ برسرِپیکار تھے مذکورہ بالا مذاہب کے علماء جہاں ایک دوسرے کو عقائد کے لحاظ سے مات دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے وہاں اس پیکار کی ایک ناپسندیدہ صورت یہ بھی اختیار کر لی گئی کہ وہ بانیانِ مذاہب کی ذات پر گند اچھالنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے اور اس پہلو سے دوسرے کی جس قدر زیادہ دل آزاری ہوتی اتنی ہی اپنے مذہب کی برتری گردانی جاتی۔

علاقہ پر تسلّط انگریزی حکومت کا تھا اور واضح طور پر عیسائیت کی حکمرانی تھی اس لیے یہ ماحول، یہ فضا اور یہ وقت اگر عیسائیوں کے لیے ہر پہلو سے سازگار تھا تو مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ ناسازگار۔ کیونکہ مسلمانوں کے لیے ان کی مقدّس شریعت قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہر نبی اور ہر قوم کے ہادی کی عزّت و تکریم کرنا ایمان کا لازمی جزو تھا اور ان کے مقدس و معصوم ہونے پر ہر مسلمان کامل یقین رکھتا تھا لہٰذا وہ کسی نبی اور ہادی کی توہین و تحقیر تو کجا، ان کی ذرّہ بھر تخفیف بھی گناہ کبیرہ تصور کرتے تھے۔

جبکہ اس کے برعکس عیسائی اپنی مقدس کتاب کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانا ضروری نہ سمجھتے تھے۔ لہٰذا پادریوں کو مذہبِ اسلام پر زہر افشانیوں اور دنیا کی سب سے مقدس ہستی، سرورِ کائنات فخرِ دو عالم، سردارِ انبیاءؑ، خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ہرزہ سرائیوں کے لیے کھلی چھٹی تھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ادب و احترام کا پاس تو کجا وہ انسانیت کی حدود کو بڑی بے رحمی سے پھلانگ رہے تھے۔ ایسی کتب جن میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ظلم کی حد تک یاوہ گوئی کی گئی تھی کروڑوں کی تعداد میں برّصغیر میں شائع کی گئیں۔ ان کتابوں میں جو دل آزار زبان استعمال کی گئی اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ پادری عماد الدین نے جب کتاب "ھدایۃ المسلمین" شائع کی تو وہ اس قدر دل آزار کلمات سے مملو تھی کہ اس پر اسے خود عیسائیوں نے ملامت کی۔ چنانچہ پادری کرلون کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والا اخبار "شمس الاخبار لکھنؤ" اپنی ۱۵ اکتوبر ۱۸۷۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:۔

"پادری عماد الدین کی تصنیفات کی مانند نفرتی نہیں کہ جس میں گالیاں لکھی ہوئی ہیں۔ اور اگر ۱۸۵۷ء کی مانند پھر غدر ہوا تو اس شخص کی بدزبانیوں اور

بے ہودگیوں سے ہوگا۔" [1]

حکومتِ وقت کی طرف سے تحفّظ کے خمار اور مذہبی آزادی کے ناجائز تصوّر نے پادریوں کی قلموں کو حدّدرجہ طعن آمیز اور زبانوں کو بہت دراز کردیا تھا۔ اس صورتحال کا کچھ اندازہ حال ہی میں مسلمانوں کے جذبات کی اس انگیخت سے لگایا جاسکتا ہے جو ننگِ انسانیت سلمان رشدی کے زہر آشام ناول نے پیدا کی۔

یہ وہ حالات تھے اور یہ وہ ماحول تھا کہ ہر مسلمان جہاں خونِ دل پی کر رہ جاتا تھا وہاں اسے احساسِ شکست خوردگی مزید مایوسیوں اور محرومیوں کی طرف دھکیل رہا تھا کیونکہ اعتقادی مجبوری اور معاشرتی بے بسی اس کو پابہ زنجیر کیے ہوئے تھی۔ اگر وہ وہی زبان حضرت عیسیٰؑ کے لیے اختیار کرتا جو پادری حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کرتے تھے تو یہ اقدام اپنے ہی عقائد اور اعتقاد کا خون کرنے کے مترادف تھا۔

اس صورتحال میں مسلمان علماء نے پادریوں کی ہرزہ سرائیوں کا ترکی بہ ترکی جواب دینے اور مسلمان عامۃ النّاس کو مایوسیوں کی تاریکیوں سے نکالنے کے لیے ایک حکمتِ عملی اختیار کی جو یہ تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ قرآن کریم میں بیان شدہ عظیم المرتبت نبی اللہ مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے مقابل پر اناجیل جس یسوع کی تصویر پیش کرتی ہیں وہ دراصل حقیقی عیسیٰ ابن مریم نہیں اور وہ شخص نہیں جو بنی اسرائیل کی طرف رسول بن کر آیا تھا اور خدا کا مقدس نبی تھا۔ اس لیے انہوں نے عیسائیوں کی اس مسلّمہ شخصیّت کو جو اناجیل میں یسوع کے نام سے موسوم ہے، اپنے اعتراضات کا ہدف بنایا اور اناجیل میں بیان شدہ واقعات اور احوال کو اس طرح پیش کیا کہ اس فرضی شخصیّت کی تخفیف ہو اور مسیحیوں کو اس آئینہ میں اپنا چہرہ نظر آجائے اور اپنی حیثیت کا علم ہو جائے۔ اور اس طرح وہ نبی پاک سلطان الصادقین خاتم المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے دین کے بارہ میں زبانِ طعن دراز کرنے سے باز رہیں۔ لیکن یہ ایک مجبوری تھی جس کو اختیار کیے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ ایک سو سال قبل کے اس پس منظر میں اور ان حالات میں دفاعی طور پر الزامی جواب دینے والوں کو موردِ الزام ٹھہرانا کہ وہ نعوذ باللہ نبی اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے تھے، کسی حامیٔ دینِ اسلام اور عاشقِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا کام نہیں۔ یہ تو سراسر انصاف کا دامن چھوڑنے کے مترادف ہے یا محض فتنہ پردازی اور شر انگیزی ہے۔ ان علماء نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذاتِ بابرکات کو ہدفِ اعتراض نہیں بنایا بلکہ اس ذات کو اناجیل کے آئینہ میں پیش کیا ہے جو عیسائیوں کے نزدیک مسلّمہ شخصیت ہے اور جس کا نام یسوع ہے جس کا قرآن کریم میں بیان شدہ نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام سے دُور کا بھی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر چند علماء کے حوالے پیش ہیں۔

(۱) علمائے اہل سنّت کے مقتدا مولوی رحمت اللہ مہاجر مکّی اپنی کتاب "ازالۃ الاوہام" میں لکھتے ہیں:۔

(i) اکثر معجزاتِ عیسویہ را معجزات نداننذ زیراکہ مثل آنہا ساحراں ہم میسازند و یہود آنجناب راچوں نبی نمے دانند وہمچو معجزات ساحر میگویند۔" ص ۱۲۹

کہ اکثر معجزات عیسویہ کو معجزات قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ ایسے کام تو جادوگر بھی کرلیتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہود آپ کو نبی تسلیم نہیں کرتے اور اُن کے معجزات کو ساحروں کے معجزے قرار دیتے ہیں۔

(ii) "جناب مسیح اقرار میفرمایند کہ یحییٰ نہ نان میخوراینذ نہ شراب مے آشامیدند و آنجناب شراب ہم مے نوشیدند و یحییٰ در بیابان مے ماندند و ہمراہ جناب مسیح بسیار زنان ہمراہ مے گشتند و مال خود را مے خورانیدند و زنان فاحشہ پاہا آنجناب را بوسیدند و آنجناب مرتا و مریم را دوست میداشتند و خود شراب برائے نوشیدند دیگر کساں عطا مے فرمودند" ص ۳۷

جناب مسیح خود اقرار فرماتے ہیں کہ یحییٰ بیابان میں قیام پذیر تھے، نہ عورتوں سے میل رکھتے تھے اور نہ شراب پیتے تھے لیکن مسیح خود شراب پیتے تھے اور آپ کے ہمراہ کئی عورتیں چلتی پھرتی تھیں اور آپ ان کی کمائی سے کھاتے تھے اور بدکار عورتیں آپ کے پاؤں کو بوسے دیتی تھیں اور مرتا اور مریم آپ کی دوست تھیں۔ آپ خود بھی شراب پیتے تھے اور دوسروں کو بھی دیتے تھے

(iii) "ونیز وقتیکہ یہودا فرزند سعادت مندشاں از زوجہ پسر خود زنا کرد و حاملہ گشت و فارض را کہ از آباء و اجداد سلیمانؑ و عیسیٰ علیہما السلام بود۔" ص ۴۰۵

کہ یہودا نے اپنے بیٹے کی بیوی سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی اور فارض پیدا ہوا جو کہ حضرت سلیمانؑ اور حضرت عیسیٰ کے آباؤ اجداد میں سے ہے

(۲) یہ کتاب ایسی باتوں سے بھری ہوئی ہے اور عیسائیوں کو الزامی جواب دینے کی غرض سے مرتب کی گئی۔ اس کتاب کے حاشیہ پر اہلسنت والجماعت کے جیّد عالم مولوی آل حسن صاحب نے کتاب استفسار لکھی۔ جس میں وہ رقمطراز ہیں:

(i) "اور ذرے گریبان میں سر ڈال کر دیکھو کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ کے نسب نامہ مادری میں دو جگہ تم آپ ہی زنا ثابت کرتے ہو" ص ۳۳ (یعنی تامار اور اوریا)

(ii) "دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ اپنے مخالفوں کو کتّا کہتے تھے۔ اگر ہم بھی ان کے مخالفوں کو کتّا کہیں تو دینی تہذیب اخلاق سے بعید نہیں بلکہ عین تقلیدِ عیسوی ہے۔" ص ۹۸

(iii) "عیسیٰ بن مریم کہ آخر درماندہ ہوکر دنیا سے انہوں نے وفات پائی۔" ص ۲۳۲

(iv) "اور سب عقلاً جانتے ہیں کہ بہت سے اقسام سحر کے مشابہ ہیں معجزات سے خصوصاً معجزاتِ موسویہ اور عیسویہ سے۔" ص ۳۳۶

(v) "یسوع نے کہا۔ میرے لیے کہیں سر رکھنے کی جگہ نہیں۔ دیکھو

باقی صفحہ نمبر ۳۸ پر ملاحظہ فرمائیں

[1] اس کے علاوہ کتاب دافع البہتان[1] مصنفہ پادری رانکلین؛ رسالہ مسیح الدجال[2] مصنفہ ماسٹر رام چندر عیسائی؛ سیرت المسیح[3] والمحمد مصنفہ ٹھاکر داس؛ اندرونہ بائیبل[4] مصنفہ ڈپٹی عبداللہ آتھم؛ کتاب محمد[5] کی تواریخ کا اجمال مصنفہ پادری ولیم؛ ریویو براہین احمدیہ[6]، مصنفہ پادری ٹھاکر داس؛ سوانح عمری[7] محمد صاحب، مصنفہ اورنگ واشنگٹن؛ اخبار نور افشاں[8]، امریکن مشن پریس لدھیانہ؛ تفتیش الاسلام[9] مصنفہ پادری راجرس؛ نبی معصوم[10]، مطبوعہ امریکن پریس لودھیانہ وغیرہ پادریوں کی گندہ دہنی کی جامع دستاویزیں ہیں۔

بچوں کا صفحہ

قرآن شریف کی ضروری تعلیم

- اللہ ایک ہے۔ صرف اسی کی عبادت کرو اور اسی سے مدد مانگو۔
- خدا تعالیٰ کے اور اس کے رسولؐ کے سب حکموں پر عمل کرو۔
- ماں باپ کی عزّت کرو اور ان کا کہا مانو۔
- خدا سے اپنی غلطیوں اور قصوروں کی معافی مانگو۔
- مصیبت اور تکلیف کے وقت صبر سے کام لو۔
- جب وعدہ کرو ضرور اسے پورا کرو۔

اقوالِ زرّیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

- صبح سویرے اٹھا کرو کیونکہ اس کا بڑا ثواب ہے۔
- بات کرنے سے پہلے ایک دوسرے کو سلام ضرور کر لیا کرو۔
- جب بھی کھانا کھانے لگو تو بِسْمِ اللہ پڑھ لیا کرو۔
- صاف ستھرے رہا کرو کیونکہ اسلام پاکیزہ مذہب ہے۔
- سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :-

- صلوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قرب کا کوئی ذریعہ نہیں ، یہ قرب کی کنجی ہے۔
- اگر تم بخشش چاہتے ہو تو مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ۔
- نرم دِل ہونا اور اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل سمجھنا ایمان کی نشانی ہے
- غصہ کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

- دعا ہمارا مضبوط ترین ہتھیار ہے اور غلبہ اسلام کی راہ میں درپیش آنے والے تمام مجاہدات اس قابلِ شکست ہتھیار کے ذریعہ فتح مبین سے ہمکنار ہوں گے۔
- عزّت و تکریم کا اصل منبع مولیٰ کریم کی ذات ہے۔ پس اس مقصد کے لیے صرف ذاتِ باری کو اپنا محور بنائیے۔
- آج دنیا کو خدا کی محبت کی ضرورت ہے۔ عبادت اور بنی نوع سے محبت کا مطلب خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا ہے اور یہی تعلق ہر کامیابی کا ذریعہ ہے۔

حدیث: اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ

ترجمہ: نیکی پر آگاہ کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔

نوٹ: دوران ماہ اس حدیث کو زبانی یاد کرنے والے بچوں کے نام آئندہ شمارہ میں شائع کیے جائیں گے۔ ______ (ادارہ)

حمد و ثناء

مکمل سہارا ، تو محکم سہارا
خدا تو ہمارا ، یہ ہم نے پکارا
تُو خالق ہے سب کا تو مالک ہے سب کا
خدائی تری تیرا عالم ہے سارا
سہارا ہے تُو بے سہاروں کا یارب
ترے در پہ آیا ہوں میں بے سہارا
سُنی تُو نے فریاد فریادیوں کی
تجھے درد والوں نے جب بھی پکارا
سدا بے کسوں کا تُو والی رہا ہے
مصیبت زدوں کو دیا ہے سہارا
عطا کر مجھے عِلم، نیکی عطا کر
بدی سے کروں میں ہمیشہ کنارا
کلامِ خدا اور نبوت سے کر دے
خلافت سے مضبوط رشتہ ہمارا
بنا کر مجھے نیک ، توفیق دے دے
بزرگوں کی آنکھوں کا بن جاؤں تارا
مجھے احمدیت کی برکت عطا کر
مسلمان کر دے تو شیطاں ہمارا
ہمیں سیدھے رستے کی پہچان دیدے
بنا دے تو ہر کام آساں ہمارا

(فیض چنگوی مرحوم)

دینی معلومات

سوال : اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام کیا ہے اور اس سے کیا مراد ہے ؟

جواب: ذاتی نام "اللہ" ہے۔ وہ ذات جو تمام خوبیوں کی جامع اور تمام نقائص سے پاک ہے۔ ذاتِ باری کا یہ اسمِ ذات بجز اس کے کسی کے لیے نہیں بولا جاتا۔

سوال : اسلام کے کیا معنی ہیں ؟

جواب : فرمانبرداری اور اطاعت ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لیے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

سوال : کوئی ایک قرآنی دعا لکھیے۔

جواب : رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ آیت ۱۱۵)

اے میرے ربّ ! میرا عِلم بڑھا۔

FREIE T

Freie Tankstelle

GEBRAUCHTWAGEN AN- & VERKAUF

Reparaturen · Unfallreparaturen · Ölsofortwechsel ohne Termin

نیا سال مبارک

سیکنڈ ہینڈ گاڑیوں کی خرید و فروخت کا
مرکز نیز گاڑیوں کی مرمت اور ایکسیڈنٹ شدہ
گاڑیوں کی مرمت تسلّی بخش طور پر کی جاتی ہے

ہم گاڑیوں کی **TÜV** بھی کرواتے ہیں

Wir machen Ihr Auto TÜV-Fertig

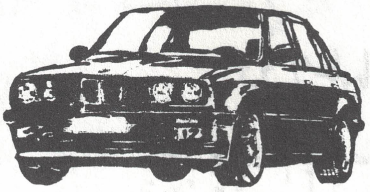

آپ کی خدمت کے منتظر

فرائی پٹرول سٹیشن

چوہدری محمود وڑائچ

6084 GERNSHEIM BIEBESHEIMERSTR 13

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

جرمن لٹریچر کا اُردو تعارف

15. DIE WAHRHEIT ÜBER DIE KREUZIGUNG JESUS.

یہ کتابچہ حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اس تقریر کا جرمن ترجمہ ہے۔ جو آپ نے کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ لندن میں "مسیح کی صلیب سے نجات پر بین الاقوامی کانفرنس" منعقدہ ۲ تا ۴ جون ۱۹۷۸ء میں شرکت کرتے ہوئے "صلیب کی حقیقت" کے عنوان سے ارشاد فرمائی۔

عیسائیت کی بنیادی تعلیم عقائد اور نظریات پر بحث کرتے ہوئے آپ نے نہایت واضح اور فیصلہ کن انداز میں ان کا باطل ہونا ثابت کیا ہے اور آج کی عیسائیت کی بنیاد پر کاری ضرب لگائی ہے۔ چنانچہ آپ نے بہت گہرائی میں جا کر عیسائیت کی تعلیم کے مندرجہ ذیل ستونوں کا تجزیہ کیا ہے:—

(۱) حضرت آدمؑ سے گناہ کی وراثت ملنے کا اصول (۲) صلیب کی حقیقت (۳) حضرت عیسٰی کی شفاعت یعنی کفارہ کی حقیقت۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نہایت شیریں اور نرم زبان استعمال کرتے ہوئے دلائل کو ان کے انجام تک لے جاتے ہیں۔ قاری میں کسی وقت بھی شرمندگی، مقابلہ بازی یا بے جا ضد کا احساس ابھرنے نہیں دیتے۔

یہ کتابچہ مندرجہ بالا مسائل کے ضمن میں جرمن زبان بولنے والے عیسائی اور مسلمانوں دونوں کے لیے یکساں مفید ہے۔

16. ISLAMISCHE MYSTIK AM BEISPIEL JALAL UD DIN RUMIS.

"اسلامی تصوّف مولانا جلال الدین رومی کی مثال کی روشنی میں" کے زیرِ عنوان یہ کتابچہ ہدایت اللہ ہبش کی تحریر ہے۔ جس میں وہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں معرفتِ الٰہی اور وجدان کے حصول کا ذکر تصوف کی رُو سے کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ کس طرح ایک انسان خدا تعالیٰ کی ذات کے سامنے اپنی تمام تر ہستی کے ساتھ بچھ جانے اور غلاموں کی طرح اس کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے سے ایک نئی زندگی پا لیتا ہے جو حقیقی آزادی کا مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے۔ جو لوگ مغرب کی مادر پدر آزادی پر فخر کرتے ہیں اور اسلام کو اس لیے مطعون کرتے رہتے ہیں کہ اس نے اپنے ماننے والوں کی زندگیوں کو بلا استثناء وقت و موقع شریعت کی تفصیلی پابندیوں میں جکڑ رکھا ہے اور انسانی آزادی کو شریعت کی زنجیروں میں باندھ رکھا ہے۔ ایسے معترضوں کو اسلامی تصوّف کی زبان میں اس کتابچہ میں ایک تسلّی بخش جواب دیا گیا ہے۔

یہ کتابچہ فلسفیانہ ذہن رکھنے والے آزادی کے علمبردار زیرِ تبلیغ افراد کی خدمت میں پیش کریں۔

17. DER HEILEGE QURÄN ÜBER DEN WELTRAUM UND INTER PLANETARISCHE FLÜGE.

فضل الٰہی انوری کا یہ کتابچہ "کائنات اور بین السیّاراتی پروازوں پر قرآن کریم کے ارشادات" کے عنوان سے موسوم ہے۔ مصنّف نے کائنات کے بارہ میں قرآن کریم کی شہادت کو پیش کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے مطابق تسخیرِ کائنات میں انسانی جستجو کس طرح ترقی کی منازل طے کرے گی اور بین السیّاراتی پروازوں پر کون سے امکانات موجود ہوتے ہیں، کہاں جا کر یہ پروازیں اپنی آخری سرحدوں کو چھو لیں گی اور اختتام پذیر ہوں گی قرآن کریم کے ارشادات سے وہ حیران کن نتائج نکالتے ہیں۔

یہ کتابچہ علم دوست احباب، سائنس دانوں اور طالب علموں کو دیں نیز جو قرآن کریم کی تعلیم کو چودہ سو سال پرانی ہونے کی وجہ سے (نعوذ باللہ) دقیانوسی خیال کرتے ہوں اور جن کے قول کے مطابق زمانہ اب بہت آگے نکل چکا ہے۔ اور جن کے خیال کے مطابق دنیا کے کسی مذہب میں بھی سکت نہیں کہ زمانے کی رفتار کے ساتھ قدم ملا کر چلے اور جو لوگ قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے قائل نہیں ہیں۔ ان سب کو یہ کتابچہ دینا فائدہ مند ہے۔

18. UBER DEN SCHLEIER.

"پردہ" کے عنوان سے رابعہ یالنس کا یہ کتابچہ پردہ اور اس کے متعلقہ اقدار کے فوائد پر قرآنی تعلیمات اور اخلاقیات کی رُو سے جامع انداز میں روشنی ڈالتا ہے۔ مصنّفہ نے اپنے جائزہ کو مکمل کرتے ہوئے تجزیہ کیا ہے کہ پردہ کسی صورت میں گھٹن یا دباؤ پیدا نہیں کرتا بلکہ خواتین کی عزتِ نفس، وقار اور شخصی آزادی کا ضامن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں پردہ فرض کیا گیا ہے

اسلام کے خلاف جو زہریلا پراپیگنڈہ عرصہ دراز سے کیا جا رہا ہے اس میں عورتوں پر ظلم و ستم کا الزام بہت نمایاں ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمان عورتوں کو دوسرے درجہ کے شہری کے حقوق حاصل ہیں۔ ان کی حریت و آزادی کو اسلامی پردہ کی وجہ سے گھٹن اور دباؤ کا سامنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ...

اس طرح کے اعتراضات کے جواب میں یہ کتابچہ پیش کریں۔ علاوہ ازیں ہر جرمن خاتون کو جو آپ کے زیرِ تبلیغ ہو یہ کتابچہ دیا جا سکتا ہے۔

19. MOHAMMAD IN DER BIBEL.

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے تحریر کردہ دیباچہ قرآن میں سے کچھ حصہ منتخب کر کے مندرجہ بالا عنوان کے تحت شائع کیا گیا ہے۔ اس کتابچہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بائیبل کی تائیدی شہادت اور پیشگوئیوں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے صرف دو امور ثابت کرنے ضروری ہیں

باقی صفحہ نمبر ۳۸ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ : تائیدِ الٰہی

میں ساری رات دعاؤں میں گزری کہ خدایا! میں تیرا کام کر رہا تھا۔ عربوں کو پیغامِ حق پہنچا رہا تھا۔ یہ میرا ذاتی کام نہ تھا۔ اب جہاز نکل گیا ہے۔ میرے مولیٰ! مجھے کچھ علم نہیں۔ اب تو میرا یہ جہاز مجھے واپس لا کر دے۔ یہ دعا کرتے کرتے سو گیا۔ رات خواب میں دیکھا کہ جہاز واپس آگیا ہے۔ شام تک میں جن لوگوں کو تبلیغ کرتا رہا تھا وہ مجھ پر پہلے ہی ہنس رہے تھے کہ اس کا جہاز نکل گیا۔ صبح میں نے یہ اعلان کیا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ میرا جہاز واپس آگیا ہے۔ اس تو وہ اور بھی ہنسے کہ یہ کیسا مجنوں آدمی ہے۔ کیا کبھی بحری جہاز بھی یوں واپس آیا ہے! ۔ لیکن ان کی سمجھ میں بات اس وقت آئی جب صبح کے وقت لوگوں نے ایک عجیب اور ناقابلِ یقین نظارا دیکھا ایک شخص بھاگا بھاگا آیا اور بتایا کہ واقعی جہاز واپس آگیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جہاز پر واپس پہنچ گیا۔

جہاز کی واپسی کا اصل سبب تو اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی تصرف تھا۔ ظاہری وجہ یہ بن گئی کہ جنگ کی وجہ سے آبدوزوں کا خطرہ تھا اور اس جہاز پر امن کا جھنڈا موجود نہیں تھا۔ یہ جھنڈا لینے کے لیے جہاز واپس پورٹ پر آن لگا تھا سفر میں گاڑی یا بس چھوٹ جائے تو وہ واپس نہیں آتی، اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا یہ کرشمہ دکھایا کہ ایک پُرجوش داعی الی اللہ کی خاطر عظیم سمندری جہاز واپس آگیا

بقیہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

بقیہ : حضرت عیسٰی

یہ شاعرانہ مبالغہ ہے۔ اور صریح دنیا کی تنگی سے شکایت کرنا کہ اقبح ترین ہے۔" صہ ۳۴

(vi) "اِن (پادری صاحبان) کا اصل دین و ایمان اگر یہ ٹھیرا ہے کہ خدا مریم کے رحم میں جنین بن کر خون حیض کا کئی مہینے تک کھاتا رہا اور علقہ سے مضغہ بنا۔ مضغہ سے گوشت اور اس میں ہڈیاں بنیں اور اس کے مخرجِ معلوم سے نکلا اور رگتا موتتا رہا۔ یہاں تک کہ جوان ہو کر اپنے بندے یحیٰی کا مرید ہوا اور آخرکار ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا۔" صہ ۵۱-۳۵۰

(vii) "انجیل اوّل کے باب یازدہم کے درس نوزدہم میں لکھا ہے کہ بڑے کھاؤ اور بڑے شرابی تھے۔" صہ ۳۵۳

(viii) "جس طرح اشعیاہ اور عیسٰی علیہما السلام کی بعض بلکہ اکثر پیشگوئیاں ہیں جو صرف بطور معمّے اور خواب کے ہیں جس پر چاہو منطبق کر لو یا باعتبار ظاہری معنوں کے محض جھوٹ ہیں۔ یا مانند کلام یوحنا کے محض مجذوبوں کی سی بڑ ہیں۔ ویسی پیشگوئیاں البتہ قرآن میں نہیں ہیں۔" صہ ۳۶۶۔

(ix) "پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسٰی کا سب بیان معاذ اللہ جھوٹ ہے اور کرامتیں اگر بالفرض ہوئی بھی ہوں تو ایسی ہی ہوں گی جیسی مسیح دجّال کی ہونے والی۔" صہ ۳۶۹

(x) تیسری انجیل کے آٹھویں باب کے دوسرے اور تیسرے درس سے ظاہر ہے کہ بہتیری رنڈیاں اپنے مال سے حضرت عیسٰی کی خدمت کرتی تھیں۔ پس اگر کوئی یہودی ازراہ خباثت اور بد باطنی کے کہے کہ حضرت عیسٰی خوش رو نوجوان تھے۔ رنڈیاں ان کے ساتھ صرف حرامکاری کے لیے رہتی تھیں۔ اس لیے حضرت عیسٰی نے بیاہ نہ کیا اور ظاہر یہ کرتے تھے کہ مجھے عورت سے رغبت نہیں کیا جواب ہوگا؟ اور پہلی انجیل کے باب یازدہم کے درس نوزدہم میں حضرت عیسٰی نے مخالفوں کا خیال اپنے حق میں قبول کر کے کہا کہ میں تو بڑا کھاؤ اور شرابی ہوں۔ پس دونوں باتوں کے ملانے سے اور شراب کی بدمستیوں کے لحاظ سے جو کوئی کچھ بدگمانی نہ کرے سو تھوڑا ہے۔ اور دشمن کی نظر میں کیسی تن آسانی اور بے ریاضتی حضرت عیسٰی کی لوجھی جاتی ہے۔" صہ ۳۹۰-۳۹۱

بقیہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

بقیہ : جرمن لٹریچر

(۱) حضرت عیسٰی کے بعد کسی بڑے اور صاحبِ شریعت نبی کا آنا بائیبل کی پیشگوئیوں اور شہادت کی رُو سے مقدر تھا۔ (۲) ان پیشگوئیوں کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

ان دونوں امور پر مصنف نے نہایت جامع اور مسکت دلائل بیان فرمائے ہیں۔ یہ کتابچہ صرف ان لوگوں کے لیے مفید ہے جو توراۃ و انجیل کو الہامی کتب ہونے کی وجہ سے محترم جانتے ہوں اور ان کی پیروی کرتے ہوں۔ غیر احمدی مسلمانوں کو یہ کتابچہ نہ دیں۔

Versichern, Finanzieren, Bausparen, Geldanlagen

ÖVA Versicherungen

Edwin Herzog
Bezirkskommissar
Jellinekplatz 3
6900 Heidelberg
Tel: 06221/381534

Die Versicherung der Sparkassen · Unternehmen der Finanzgruppe

انشورنس کے سلسلہ میں ہر قسم کی معلومات، مشورہ اور راہنمائی کیلئے ہماری ماہرانہ خدمات سے استفادہ فرمائیں

پہلے سے انشورنس ہونے کی صورت میں خدانخواستہ کسی حادثہ، نقصان، بیماری وغیرہ کی صورت میں معاوضہ کا کلیم داخل کرنے یا وکیل کے متعلق بھی ہمارے تجربہ کار نمائندہ کی خدمات بلا معاوضہ حاصل کیجیے۔

جرمن زبان نہ آنے کی وجہ سے مختلف دفاتر میں پیش آنے والی مشکلات کے سلسلہ میں ہماری خدمات بلا معاوضہ حاضر ہیں۔

گاڑی کی انشورنس یا سُرخ نمبر پلیٹ کیلئے "ڈبل کارڈ" جرمنی بھر میں کسی بھی جگہ بذریعہ ڈاک حاصل کیا جاسکتا ہے

خدمتِ خلق ہمارا نصب العین

رابطہ کے لیے

سردار فضل الٰہی ڈوگر

FAZAL E ILAHI SARDAR
Hauptstraße 10
6915 DOSSENHEIM
Tel. 0 62 21 / 8 55 46

درخواستِ دُعا

○ــ خاکسار کے خُسر مکرم چوہدری عبدالحق صاحب آف ناصر آباد ربوہ ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب جماعت سے اُن کی کامل شفایابی کے لیے درخواستِ دعا ہے۔

چوہدری محمد فضل صاحب ـــــــــــ فرینکفرٹ

○ــ مکرم عباس صاحب آف CALW تحریر کرتے ہیں پاکستان میں انکے والد اور بھائی کئی ایک پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احبابِ جماعت سے جملہ پریشانیوں سے نجات کے لیے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

○ــ ہمارے والد محترم مکرم منیر احمد اختر زونل قائد ریجنل کولون عرصہ ۲ ماہ سے دل کی شدید تکلیف کی وجہ سے ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ ۲۶ ستمبر ۹۲ء کو HEART ATTACK ہوا تھا۔ کافی عرصہ انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رہے۔ اب طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے اور نارمل وارڈ میں آگئے ہیں۔ حضور اقدس اور تمام احمدی دوستوں کی دعاؤں اور بفضلہٖ تعالیٰ طبیعت پہلے سے بہت ہی بہتر ہے۔ ہم ان تمام احباب کے دلی طور پر مشکور ہیں جنہوں نے ہمارے پیارے ابّوجان کے لئے دعائیں کیں اور تیمارداری کے لئے گھر بھی تشریف لاتے رہے اور HOSPITAL میں بھی جاتے رہے۔ اب ہماری درخواست ہے کہ ابّوجان کی کامل شفایابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزا دے۔ آمین ثم آمین)

ظہیر احمد اختر، لئیق احمد اختر ـــــــ کولون

○ــ محترمہ زینت حمید صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی آنکھ کے اپریشن کے بعد گھر واپس تشریف لاچکی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے اور کامل شفا بخشے۔

محترمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی ان سب احباب و خواتین کا شکریہ ادا کرتی ہیں جنہوں نے ان کی صحت یابی کے لئے دعائیں کیں اور بکثرت عیادت کے لئے تشریف لائے اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے

شادی خانہ آبادی

خاکسار کے بیٹے عبدالشکور بھٹہ حال مقیم جرمنی کا نکاح عزیزہ شبانہ نسرین صاحبہ بنت مکرم رحمت اللہ صاحب حال مقیم جرمنی کے ساتھ مکرم رحمت اللہ خان صاحب شاہد مربیٔ سلسلہ نے مؤرخہ ۲۸ اگست ۹۲ء کو لاہور میں پڑھا۔ تقریب رخصتانہ مورخہ ۱۴ نومبر ۹۲ء کو عمل میں آئی۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ ـــــــــ جرمنی

میری بیٹی عزیزہ میمونہ رحمان خان کی شادی ہمراہ عبدالمالک خان مؤرخہ ۱۹ اگست ۹۲ء کو کوئٹہ میں عمل میں آئی۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔

عبدالرحمان خان آف کوئٹہ حال مقیم ـــــــ جرمنی

ولادت

میرے چھوٹے بھائی عزیزم وحید احمد آف GEHRINGSHOF کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۹۲ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام حضور انور نے ازراہِ شفقت نعمان احمد نیّر تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت سے بچے کی صحت و تندرستی درازیٔ عمر اور خادمِ دین ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

چوہدری ناصر احمد ـــــــــــ FULDA

مکرم عبدالباسط ملک صاحب آف فلڈا کو اللہ تعالیٰ نے ۸ دسمبر ۹۲ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام عاطف جمال ملک تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم ملک جمال دین صاحب آف کراچی کا پوتا اور مکرم ضیاء الدین حمید صاحب آف ربوہ (مقیم جرمنی) کا نواسہ ہے۔ قارئین اخبارِ احمدیہ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور سچا خادمِ دین بنائے۔ آمین ثم آمین

خلیل احمد خالد ـــــــــــ فلڈا

آمین

خاکسار کی دو بیٹیوں عزیزہ کنول تنویر، عزیزہ کرن تنویر نے قرآنِ پاک کا پہلا دور چار سال کی عمر میں مکمل کر لیا ہے۔

احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں نیک اور خادمِ دین بنائے اور قرآن پاک کی تعلیم پر تاحیات عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشتا رہے۔ آمین۔

تنویر احمد ـــــــــــ NiDDA

دُعائے مغفرت

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب ابن چوہدری عبدالرزاق صاحب سابق امیر ضلع نواب شاہ سندھ (شہید) مورخہ یکم جنوری ۱۹۹۳ء بروز جمعۃ المبارک کو ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجِعُون۔ آپ کی عمر تقریباً ۷۲ سال تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحوم نہایت دین دار، مخلص اور اپنے ضلع کی انتہائی با اثر شخصیت تھے۔ احباب جماعت سے دُعا کی گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پورے خاندان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انجم عابد ـــــــــــ DARMSTADT

خاکسار کے والد مکرم چوہدری مظفر حسین صاحب (واقف زندگی) سابق انسپکٹر تحریک جدید مؤرخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء بروز جمعہ رات تقریباً پونے تین بجے وفات پا گئے ہیں اسی روز نمازِ جنازہ ناصر باغ میں مکرم امیر صاحب جرمنی نے پڑھائی بعد ازاں آپ کی خواہش اور وصیت کے مطابق میّت کو ربوہ لے جایا گیا جہاں مسجد المبارک میں نمازِ جنازہ ادا

کی گئی۔ بعد ازاں مکرم بشیر احمد صاحب وکیل المال اوّل نے تدفین کے بعد دُعا کروائی۔ مسلسل بیماری کی وجہ سے آخری دو سال وہ جماعت کے کام میں حصہ نہیں لے سکے۔ ان کی وفات پر احباب نے گھر میں آکر اور ہمدردانہ خطوط لکھ کر جو ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ مَیں اُن سب کا مشکور ہوں مرحوم کی بلندئ درجات کی درخواست ہے۔

احمد حسین ایاز ــــــــــ ذی ھائم

میرے بڑے بھائی مکرم محمد رفیع ابن مکرم محمد شفیع صاحب آف DIE-TZENBACH مؤرخہ ۲۶ دسمبر کو امریکہ میں وفات پا گئے ہیں۔ احبابِ جماعت سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی عاجزانہ درخواست ہے۔

طارق محمود ــــــــــ DIETZENBACH

خاکسار کے والد مکرم رشید احمد خان آف لاہور مؤرخہ یکم نومبر کو بعمر ۶۵ سال کراچی میں وفات پا گئے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نصیر احمد خان ــــــــــ FULDA

مکرم منیر احمد صاحب صدیقی اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے والد مکرم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ۲ جنوری ۹۲ء کو ربوہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تمام احباب سے مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

نیشنل مجلسِ عاملہ جرمنی میں بعض تبدیلیاں

حضور اقدس کی منظوری سے نیشنل مجلس عاملہ جرمنی میں مندرجہ ذیل سیکرٹریان کی نامزدگی عمل میں لائی گئی ہے۔

مکرم عبد الشکور اسلم صاحب	نائب امیر و جنرل سیکرٹری
مکرم مقصود الحق صاحب	سیکرٹری تبلیغ
مکرم عبد الرشید بھٹی صاحب	سیکرٹری تربیت
مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب طاہر	سیکرٹری وقفِ نو

عبد اللہ واگس ہاؤزر ــــــــــ امیر جماعت جرمنی

ضروری اطلاع

- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "مذہب کے نام پر خون" ترکی زبان میں شائع ہو گئی ہے۔ اس کی قیمت مبلغ ۱۰ مارک ہے۔ زیرِ تبلیغ ترک احباب کے لئے یہ بہت مفید کتاب ہے۔
- گلف کے بارہ میں حضور اقدس کے انتہائی اہم خطباتِ جمعہ کا عربی ترجمہ "کارثۃ الخلیج" کے نام سے شائع ہو گیا ہے۔ عربی دان طبقہ تک اس کا فوری تعارف کروانا اِنشاءَ اللہ نہایت مفید ہوگا۔ اسی طرح عربی کتاب "نسائل المعارضین لنا و علمائھم" بھی شائع ہو گئی ہے۔ اس میں نبوت۔ وفات مسیح اور مسیح کی آمد ثانی پر نہایت عمدہ بحث ہے۔ جن دوستوں کے زیرِ تبلیغ عرب دوست ہیں اُن کے لئے نہایت مفید کتب ہیں۔ اس ضمن میں شعبہ اشاعت سے رابطہ فرمائیں

فلاح الدین خان ــــــــــ سیکرٹری اشاعت

"اخبارِ احمدیہ" کے ادارتی عملہ میں تبدیلی

"اخبار احمدیہ جرمنی" کے ادارتی عملہ میں بعض تبدیلیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ سب سے اہم تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ مکرم عرفان احمد خان صاحب کی بجائے مکرم شمس الحق صاحب کو اس کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا ہے۔

مکرم عرفان احمد خان صاحب نے ایک عرصہ تک ادارتی ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے نبھایا تاہم اپنی گوناگوں مصروفیات کے باعث اُن کے لئے اس اہم ذمہ داری کو مزید ادا کرنا ممکن نہ تھا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو قبول کرے اور جزائے خیر عطا کرے۔

مَیں اُمید کرتا ہوں کہ احباب اپنے اس جماعتی رسالہ کو زیادہ سے زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کے لئے نئے ادارتی عملہ سے پورا تعاون فرمائیں گے۔ اِنشاءَ اللہ العزیز۔ شعبہ اشاعت کی ہر ممکن کوشش ہوگی کہ آئندہ اخبار احمدیہ باقاعدگی سے ہر ماہ شائع ہوتا رہے۔

فلاح الدین خان ــــــــــ سیکرٹری اشاعت جماعت جرمنی

اخراج از نظامِ جماعت

راشد حمید صاحب اور طاہر حمید صاحب ولد حمید اللہ چوہدری صاحب آف چک ۹ پنیار ضلع سرگودھا حال مقیم ڈیٹزن باخ جرمنی نیز قیصر جمال صاحب ولد مکرمی داؤد احمد صاحب ناصر ڈیٹزن باخ کو ایک غیر احمدی کی مدد کے ساتھ نظامِ جماعت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بعض احمدیوں کو مارنے کی وجہ سے نظامِ جماعت سے اخراج کی سزا دی گئی ہے۔ احمدی احباب کو ان کی بُری صحبت سے قطعی پرہیز کرنا چاہیئے۔

محمد داؤد ــــــــــ نیشنل سیکرٹری امور عامہ جرمنی

اخبار احمدیہ میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

پورا صفحہ	۴۰۰ مارک
آدھا صفحہ	۲۵۰ مارک
کوارٹر صفحہ	۱۲۵ مارک

بسم الله الرحمن الرحيم

GEBETSPLAN

Februar 1993

-(Dieser PlanDistAnurRgültig fürnRhein/Main Gebiet)

TAG	Datum	Fajr	S.aufgang	Sohar	Aßr	Maghrib	Ischa
MON	01. Feb	6:40	8:00	12:45	15:15	17:23	18:38
DIE	02. Feb	6:39	7:59	12:45	15:15	17:25	18:40
MIT	03. Feb	6:37	7:57	12:45	15:15	17:27	18:42
DON	04. Feb	6:36	7:56	12:45	15:15	17:28	18:43
FRE	05. Feb	6:34	7:54	12:45	15:15	17:30	18:45
SAM	06. Feb	6:32	7:52	12:45	15:15	17:32	18:47
SON	07. Feb	6:31	7:51	12:45	15:15	17:34	18:49
MON	08. Feb	6:29	7:49	12:45	15:15	17:35	18:50
DIE	09. Feb	6:28	7:48	12:45	15:15	17:37	18:52
MIT	10. Feb	6:26	7:46	12:45	15:15	17:39	18:54
DON	11. Feb	6:24	7:44	12:45	15:15	17:41	18:56
FRE	12. Feb	6:23	7:43	12:45	15:15	17:42	18:57
SAM	13. Feb	6:21	7:41	12:45	15:15	17:44	18:59
SON	14. Feb	6:19	7:39	12:45	15:15	17:46	19:01
MON	15. Feb	6:17	7:37	12:45	15:15	17:47	19:02
DIE	16. Feb	6:15	7:35	12:45	15:15	17:49	19:04
MIT	17. Feb	6:14	7:34	12:45	15:15	17:51	19:06
DON	18. Feb	6:12	7:32	12:45	15:15	17:53	19:08
FRE	19. Feb	6:10	7:30	12:45	15:15	17:54	19:09
SAM	20. Feb	6:08	7:28	12:45	15:15	17:56	19:11
SON	21. Feb	6:06	7:26	12:45	15:15	17:58	19:13
MON	22. Feb	6:04	7:24	12:45	15:15	17:59	19:14
DIE	23. Feb	6:02	7:22	12:45	15:15	18:01	19:16
MIT	24. Feb	6:00	7:20	12:45	15:15	18:03	19:18
DON	25. Feb	5:58	7:18	12:45	15:15	18:05	19:20
FRE	26. Feb	5:56	7:16	12:45	15:15	18:06	19:21
SAM	27. Feb	5:54	7:14	12:45	15:15	18:08	19:23
SON	28. Feb	5:52	7:12	12:45	15:15	18:10	19:25

BETREFF: RAMAZAN Sharif

Vorraussichtlicher Beginn: 23. FEB 1993.
Zeitplan folgt inshallah Anfang FEBRUAR.

- Prepared by Tahir MAHMOOD and Masood JAVED - NAT. SCHOBA TALEEM -
- JAMAAT AHMADIYYA GERMANY - Frankfurt Dec. 1992 -

Zeitunterschied in:	Sonn. aufg.	Sonn. Untg.
Aachen:	+12	+9
Berlin:	-14	-25
Bremen:	+6	-8
Dessau:	-10	-17
Dortmund:	+11	-1
Erfurt:	-7	-11
Hamburg:	+1	-13

Zeitunterschied in:	Sonn. aufg.	Sonn. Untg.
Hannover:	+1	-10
Köln:	+8	+5
Leipzig:	-12	-17
Magdeburg:	-8	16
Mannheim	-1	+2
München:	-15	-7
Stuttgart:	-7	+3

عالمی نمائش کتب فرینکفرٹ میں جماعت احمدیہ جرمنی کے تبلیغی بک سٹال کے چند تصاویری مناظر

Herausgeber (Publisher): Falah - ud - Din Khan · Hanauer Landstr. 50 · 6000 Frankfurt am Main 1
Tel./Fax: (069) 4990658 · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.